در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۹۲/۹۳ — جلد نمبر ۸

یکم تا ۱۵-۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۶ء — ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	نعت شریف	حکیم غلام نبی حکیم	۳
۳	انوارِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیرِ اعلیٰ	۴
۴	تجلیاتِ غوثیہ	مدیرِ اعلیٰ	۱۵
۵	مسلمانوں میں یک جہتی نہیں	ابوسعید انور	۱۷
۶	قرآن میں نباتات و فواکہہ	الحاج صوفی مشتاق احمد ایم اے	۱۸
-	مسجدِ اقصیٰ یا ہیکلِ سلیمانی	سائرہ اورکزئی	۲۹
۸	آیوڈین	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۳۶
۹	مواعظِ حسنہ	مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۳۶
[illegible]	[illegible]	مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	[illegible]

شذرہ

ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی سہولتیں

اقبال ریاض

متعدد شہریوں اور سماجی کارکنوں کے پشاور کے ہسپتالوں میں زیر علاج کئی ایک مریضوں اور ان کے لواحقین کے حوالے سے صوبائی حکومت اور خصوصاً محکمہ صحت کی توجہ عام مریضوں کے لئے ادویات اور بعض دیگر سہولتوں کی فراہمی میں مشکلات کی طرف مبذول کرائی ہے اور کہا ہے کہ آسودہ حال اور بااثر مریضوں کے مقابلے میں عام افراد اور غریب مریضوں کو ضروری ادویات مہیا نہیں ہورہی ہیں۔ اور انہیں معمولی ادویات کے لئے بھی بازار کا راستہ بتادیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات وہ ان ادویات کی خریداری کے متحمل بھی نہیں ہوسکتے۔

ہسپتالوں میں زیر علاج مریضوں کو علاج و معالجے کے سلسلے میں عموماً پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہسپتال میں اگر کسی طرح داخلے کا مرحلہ طے ہوجائے تو پھر مریض کو مسیحا کی توجہ کے علاوہ ادویات کی فراہمی بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہسپتالوں میں زیر علاج اکثریت غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ جہاں ڈاکٹروں کی بھاری بھرکم فیسوں وغیرہ کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ وہاں ادویات کا حصول اور خریداری بھی ان کے لئے کوئی آسان کام نہیں ہے اور اب تو سستی ادویات کا ملنا بھی مشکل ہورہا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے ادویات اور علاج معالجے سے متعلق سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔ اور معالجین کو ان کے فرائض کی صحیح طور پر انجام دہی کا احساس دلایا جائے کہ دکھی انسانیت کی خدمت ہی میں ان کی بھلائی اور بڑائی کا راز مضمر ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

محترم حکیم غلام نبی صاحب حکیم

ثنائے احمد مرسل میں کوئی کیا زباں کھولے
خدا قرآن کے ہر پارے میں خود جس کا بیاں کھولے

خدا کے سرِ مخفی کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زباں کھولے
محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حقیقت کو خدائے رازداں کھولے

مجھے گلدستہ نعتِ شہ والا بنانا ہے
صبا رضوان سے کہہ دینا در باغ جناں کھولے

ازل سے اہل عالم میں جو سربستہ معمے تھے
محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہی نے دنیا میں وہ رازِ کُن فکاں کھولے

اماں جس کو کہیں ملتی نہ ہو اس کے لئے حق نے
مدینہ اور مکہ دو حرم دارالاماں کھولے

اِدھر آئے جو متوالا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہے
یہاں وہ جام ملتا ہے جو رازِ دو جہاں کھولے

حکیم اس پر کھلیں گے سب مسائل دین و دنیا کے
اگر کوئی کتاب اسوہ خیرالزماں کھولے

گزشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم

من سب علیا فقد سبنی

مدیر اعلیٰ

"یہ باب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر ہے" کہ "جس نے علی (المرتضیٰ) کو گالی دی اس نے مجھے (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو) گالی دی" (استغفر اللہ)

حدیث نمبر 1/91 انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا العباس بن محمد الدوری قال حدثنی یحییٰ بن ابی بکیر قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبداللہ الجدلی قال دخلت علی ام سلمتہ رضی اللہ عنہا فقالت اتسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت سبحان اللہ او معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول من سب علیاً فقد سبنی

ترجمہ:۔ عبداللہ جدلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ (اے عبداللہ) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کو گالی دیتا ہے تو میں نے عرض کی اللہ منزہ ہے یا کہا اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے (جناب) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گالی دی۔

تشریح:۔ارشاد ہے "اللہ منزہ ہے یا کہا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں" یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں ہرگز یہ کام نہیں کرتا ارشاد ہے "جس شخص نے (جناب) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی" یعنی جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو برا کہنا اپنے ایمان، اعمال اور اخلاق کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں روسیاہ بنتا ہے۔ جناب مولوی محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری شرح اردو صحیح البخاری لکھتے ہیں "مقتضا اس حدیث کا یہ ہے کہ برا کہنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمول ہے وعید پر" (مناقب مرتضوی۔ خصائص نسائی ۵۴) اسنادہ صحیح

حدیث 2/92 انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا عبدالاعلیٰ بن واصل بن عبدالاعلیٰ الکوفی قال حدثنا جعفر بن عون عن شفیق بن ابی عبداللہ قال حدثنی ابی بکر بن خالد بن عرفطۃ قال رایت سعد بن مالک بالمدینۃ فقال ذکر لی انکم یتسبون علیا فقلت قد فعلنا قال لعلک سببتہ قلت معاذ اللہ قال لا تسبہ فلو وضع

المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما اسبہ بعد ماسمعت من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الترغیب فی موالاتہ

والترھیب فی معاداتہ

ترجمہ:- ابی بکر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن مالک کو مدینہ (منورہ) میں دیکھا تو سعد نے فرمایا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگ (جناب) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتے ہو۔ پس میں نے کہا کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔ فرمایا کہ شاید تو نے انہیں گالی دی ہو میں نے عرض کیا کہ پناہ بخدا۔ فرمایا کہ انہیں برا بھی نہ کہو اگر میرے سر پر آرہ بھی چلا دیا جائے اس بات کے کہنے کے لئے کہ (جناب) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دوں تو نہ دوں گا اس لئے کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے کہ رغبت دلاتے ان کی دوستی پر، اور ڈراتے ان کی دشمنی سے

حل لغت:- المنشار۔ آرہ اس کی جمع مناشیر ہے۔ پنجہ دار لکڑی جس سے گیہوں وغیرہ کو بھوسہ سے علیحدہ کرتے ہیں۔ مفرق (مانگ) اس کی جمع مفارق ہے۔ چوٹی ((موالاۃ)) دوستی کرنا۔ مدد کرنا۔ الترھیب۔ ڈرانا خوف دلانا۔ معاداۃ جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا

تشریح:- ارشاد ہے "مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگ (جناب) علی کرم اللہ وجہہ کو برا کہتے ہو۔" یعنی جناب سعد نے جعفر بن ابی بکر بن خالد بن عرفطہ کو کہا۔ ارشاد ہے

"رغبت دلاتے ان کی دوستی پر، اور ڈراتے ان کی دشمنی سے" یعنی جناب سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں نے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ گرامی قدر ارشاد سنا ہے کہ آنحضور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دوستی اور محبت کا شوق دلاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دشمنی اور عداوت سے ڈراتے تھے تو اگر مجھے آرا سے چیر بھی دیا جائے تو میں برا نہ کہوں گا اور نہ ہی گالی دوں گا یعنی حکومت وقت مجھ پر کتنا بھی ظلم، جبر، زیادتی کرے کہ تم جناب علی المرتضیٰ کی شان میں گستاخی کرو تو وہ سب ظلم، جبر، زیادتی حتیٰ کہ جان تک دے دوں گا مگر گستاخی نہ کروں گا اس لئے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنا ہے۔ بنو امیہ یا کسی بھی حکومت کے ایسے حکم پر عمل نہیں کرنا جو کہ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے خلاف ہو۔

حدیث:- اخبرنی احمد بن شعیب قال اخبرنی ہارون بن عبداللہ البغدادی الجبالی قال حدثنا مصعب بن المقدام قال حدثنا فطر بن خلیفہ عن ابی الطفیل - واخبرنا ابوداؤد قال حدثنا محمد بن سلیمان قال حدثنا فطر عن ابی الطفیل - عامر بن واثلہ قال جمع علی الناس فی الرحبہ فقال انشد باللہ کل امرءی ما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی غدیر خم فقام اناس فشھدو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم غدیر خم السم تعلمون انی اولی

بالمومنین من انفسھم وھو قائم ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولا۔ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ قال ابوالطفیل خرجت نفسی منہ شیئی فلقیت زید بن ارقم فاخبرتہ فقال اما تنکر انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ترجمہ:۔ ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (جناب) علی المرتضی نے ایک کھلی جگہ پر لوگوں کو جمع کیا سو فرمایا میں ہر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اس بات کی جو اس نے غدیر خم کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی۔ پس کافی لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے شہادت دی کہ غدیر خم کے دن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ "میں مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہوں" اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے تھے۔ پھر (جناب) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا" کہ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ اے اللہ! تو بھی اس شخص کو دوست رکھ جو علی سے محبت کرے اور دشمن رکھ اس کو جو کہ علی سے عداوت رکھے۔" ابوالطفیل نے کہا کہ میں نکلا اور میرے دل میں اس کے بارے میں تردد تھا پس میں زید بن ارقم کو ملا اور یہ تمام روئیداد اس کو کہی۔ پس (زید بن ارقم نے) کہا کیا تو اس حدیث کا انکار کرتا ہے میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔

حل لغت:- الرحبہ۔ کشادہ زمین جس میں بکثرت گھاس ہو اور اس جگہ بہت لوگ آتے ہوں مکانوں کے درمیان کھلی جگہ۔ بہت بڑا صحن

تشریح:- ارشاد ہے "سو فرمایا میں ہر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اس بات کی جو اس نے غدیر خم کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی" یعنی غدیر خم کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فرمایا ہے میں اس شخص کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ سنی ہوئی بات اسی طرح بیان کر دے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ارشاد ہے "اور انہوں نے شہادت دی کہ غدیر خم کے دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" یعنی بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ حدیث شریف بیان فرمائی ارشاد ہے "میرے دل میں اس کے بارے میں تردد تھا" یعنی میں اس مجلس سے آ گیا مگر میرے دل میں جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق شک اور تردد تھا یا اس حدیث کے متعلق مجھے تردد تھا ارشاد ہے "کیا تو اس حدیث کا انکار کرتا ہے" یعنی نہایت ہی حیرت و استعجاب سے انہوں نے فرمایا۔ (واللفظ لابی داؤد) اور ابی داؤد کے بھی یہ الفاظ ہیں اسنادہ حسن

حدیث 4/94 انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنی ابو عبدالرحمن ذکریا بن یحییٰ السجستانی قال حدثنی محمد بن عبدالرحیم قال انبانا ابراھیم قال حدثنا معن قال حدثنی موسیٰ بن یعقوب عن

المهاجر بن مسمار عن عائشته بنت سعد و عامر بن سعد عن سعد ان رسول الله صلی الله و آله وسلم خطب فقال اما بعد ایها الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعها ثم قال هذا ولیی والمودی عنی وال اللهم من والاہ وعاد اللھم من عاداہ

ترجمہ:- سعد سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا پس حمد و صلواۃ کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! پس یقیناً میں تمہارا مالک ہوں سب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جناب) علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا۔ پھر فرمایا یہ میرا ولی ہے اور میری طرف سے احکام پہنچانے والا ہے۔ اے میرے اللہ جو اس کو دوست رکھتا ہے تو اس کو اپنا دوست بنا لے اور اے میرے اللہ جو اس سے عداوت رکھتا ہے تو اس سے دشمنی رکھ۔

تشریح:- ارشاد ہے "سب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے" یعنی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق کی کہ اے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے مالک، آقا، ولی اور سب کچھ ہیں۔ ارشاد ہے "پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جناب) علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا" یعنی اپنا ہاتھ مبارک اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اکٹھا کر کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلند کر کے دکھایا۔ ارشاد ہے "جو اس سے عداوت رکھتا ہے تو اس سے دشمنی رکھ" یعنی حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الکریم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ان (رضی اللہ عنہ) کی عداوت اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کی محبت نصیب فرمائے اور آپ علیہ السلام کی عداوت اور دشمنی سے محفوظ رکھے۔ آمین بحرمت نبی الرؤف الرحیم

اسنادہ حسن فی الشواھد

حدیث 5/95 انبانا احمد بن عثمان البصری ابو الجوز قال اخبرنا ابن عشمتہ وھو محمد بن خالد البصری قال حدثنا موسیٰ بن یعقوب عن المھاجر بن مسمار البصری عن عائشتہ بنت سعد عن سعد قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فخطب فحمد اللہ تعالیٰ واثنیٰ علیہ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکم من انفسکم قالو نعم صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعھا و قال من کنت مولاہ فھذا ولیہ فان اللہ یو الی من والاہ و یعادی من عاداہ

ترجمہ:- سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے (جناب) علی کا ہاتھ پکڑا پھر خطبہ ارشاد فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی (پھر) ارشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ "میں تمہاری جانوں کا مالک ہوں تم سے زیادہ" (صحابہ نے) عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر

(جناب) علی کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا جس کا میں ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کا دوست ہے جس کا علی دوست ہے اور دشمن ہے اس کا جو علی سے عداوت رکھے۔

تشریح:۔ اس حدیث کے رجال جناب احمد میرین البلوشی کی خصائص امیرالمومنین صفحہ نمبر ۱۱۴ کے مطابق ذکر کئے گئے ہیں۔

حدیث 6/96 :۔ انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا ذکریا بن یحیٰ قال حدثنا یعقوب بن جعفر ابی کثیر عن مہاجر بن مسمار قال اخبرنی عائشتہ بنت سعد عن سعد قال کنامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق مکتہ وھو متوجد الیھا فلما بلغ غدیر خم وقف الناس ثم ردمن مضیٰ ولحقہ من تخلف فلما اجتمع الناس الیہ قال ایھا الناس ھل بلغت قالو انعم قال اللھم اشھد ثلث مرات یقولھا ثم قال ایھا الناس من ولیکم قالو اللہ و رسولہ اعلم ثلثا ثم اخذ بید علی فاقامہ فقال من کان اللہ و رسولہ ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعادمن عاداہ

ترجمہ:۔ سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ و آلہ وسلم کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ مکرمہ جارہے تھے سو جب غدیر خم پر پہنچے تو لوگوں کو ٹھہرالیا پھر جو آگے گیا تھا اسے واپس لوٹایا اور جو

پیچھے تھا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس پہنچ گیا پس جب تمام لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا اے لوگو! کیا میں نے تم کو احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں؟ سب نے جواب دیا بے شک۔ فرمایا! اے میرے اللہ گواہ رہ تین بار یہ ارشاد فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! تمہارا ولی کون ہے؟ سب نے تین بار عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ پھر (جناب) علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں کھڑا کیا پھر ارشاد فرمایا جس کا اللہ جل جلالہ اور اس کا رسول ولی ہے تو یہ (علی المرتضیٰ) اس کا ولی ہے۔ اے میرے اللہ! جو اس کو دوست رکھتا ہے تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے عداوت رکھتا ہے تو اس سے دشمنی رکھ۔

تشریح:- ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مکہ کے راستے میں تھے" یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مکہ مکرمہ جاتے ہوئے راستہ میں ٹھہرے ارشاد ہے "سو جب غدیر خم پر پہنچے یعنی غدیر خم وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں (دوست ہوں) علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولیٰ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک بادی کہ اے ابوالحسن تم کو مبارک ہو تم میرے مولیٰ اور ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ ہوئے (لغات الحدیث جلد ۴ ص ۱۴۱ کتاب ع) یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین کوس پر واقع ہے۔ ارشاد ہے "اور جو پیچھے تھا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس پہنچ گیا" یعنی وہ تمام صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو اس سفر میں شریک تھے سب آ گئے۔ ارشاد ہے "اے میرے اللہ! گواہ رہ تین بار یہ ارشاد فرمایا یعنی تین بار یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اے اللہ تو بھی اس بات پر گواہ رہ کہ میں نے تیرے احکام بلاکم و کاست پہنچا دیئے ہیں ارشاد ہے "اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے" یعنی اللہ جل جلالہ اور اس کا رسول جناب محمد رسول اللہ صلی علیہ و آلہٖ وسلم ہی خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کا ولی کون ہے یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس قسم کے ارشادات فرماتے تو باوجود جانتے کے بھی وہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حوالے کر دیتے کہ شاید وحی کے ذریعے کچھ اور فیصلہ نہ ہو جائے اور کسی قسم کی سوءِ ادبی اس سے سرزد نہ ہو جائے یہ انتہائے ادب و احترام کا طریقہ تھا جو کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسے مواقع پر اختیار فرماتے۔ ارشاد ہے "پھر (جناب) علی کا ہاتھ پکڑا اور انہیں کھڑا کیا" یعنی تمام لوگوں کے سامنے لائے۔ ارشاد ہے "اے میرے اللہ! جو اس کو دوست رکھتا ہے تو اس سے محبت فرما۔ اور جو اس سے عداوت رکھتا ہے تو اس سے دشمنی رکھ" حافظ شیرازی رحمت اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کانرا که دوستی علی نیست کافر است
گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

سالک کو جان لینا چاہیئے کہ جب اس کی نظر میں سوائے حق تعالیٰ کے سب غیر حق معدوم ہو جائے اور حق تعالیٰ بندہ کو اپنی ذات میں فنا کر دے اور اپنے آپ میں باقی کرے تو اس وقت سالک کی نظر میں سوائے حق تعالیٰ کے سب کچھ مطلقاً محو ہو جاتا ہے اور جو کچھ بھی اس سالک کو نظر آتا ہے اس نور کی تجلیات ہوتی ہیں اور سالک اس مقام پر سوائے واحد حقیقی کے اور کچھ نہیں دیکھتا اس کو توحید شہودی کہتے ہیں اسی لئے بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ توحید شہودی ہے نہ کہ وجودی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر چند غیر موجود ہے مگر وہ سالک کی نظر میں غیر دکھائی نہیں دیتا چنانچہ عاشق کو معشوق کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں سوایے حق تعالیٰ کے کچھ بھی غیر حق موجود نہیں اور یہ کثرت جو کائنات میں نظر آتی ہے اور مختلف صورتوں کا ظہور ہے جو کہ تمام کی تمام صفات الٰہی کا پرتو ہیں جو کہ اعیان ثابتہ پر چمکتے پھرتے ہیں جیسے صور علمیہ کہ جسے اعیان ثابتہ کہتے ہیں کہ ذات اقدس کے فیض سے مرتبہ علم میں ظہور ہوا اور علم کی تجلی نے اس کا تقاضا کیا اور اس کے بعد اسماء الٰہی اور صفات الٰہی صور اشیاء خارجی میں جلوہ نما ہوئے بعض اللہ تبارک تعالیٰ اسم مضل اور بعض اسم مبارک ہادی کے مظہر ہو گئے بعض مظہر جلال

اور بعض مظہرِ جمال ٹھہرے جبکہ بعض مظہرِ رحیم اور بعض مظہرِ جبار بن گئے ور

الحقیقت یہ خارجی اشیاء حق صورِ اسماء ہیں اور جو کہ صفات بشریہ امکانیہ ہیں وہ ان خارجی اشیاء کا تقاضا کرتی ہیں اس لئے کہ اعیانِ ثابتہ یا استعدادیں اور حسبِ خواہش نمودِ مرتبہ علم میں ظاہر ہوئی تھیں

جس طرح آئینہ میں شکل دیکھی جاتی ہے اور آئینے کے طول و عرض میں وہ صورت دکھائی دیتی ہے اور جو کچھ اس میں چھپا ہوتا ہے وہ بعینہٖ ظاہر ہوتا ہے اسی طرح جب صفتِ حق کا نور ان پر چمکا اور انہوں نے صفاتِ حق کے پرتو سے بھی حصہ پالیا چنانچہ سمع، بصر اور کلام وغیرہ کا حصہ اسے ملا پس حضرت انسانی صفات امکانیہ اور وجوبیہ کا جامع ٹھہرا اور باقی کائنات صفاتِ حق کی تجلی کی بدولت اپنی اپنی صفتوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوئیں اور صفات الٰہیہ اس میں مضمر ہو گئیں اور ظاہر نہ ہوئیں جبکہ حضرت انسان میں دونوں صفات امکانیہ و وجوبیہ نے ظہور کیا ہے لہٰذا اس کو کائنات کی تمام اشیاء پر فضیلت ہو گئی ہے اور دونوں مرتبے اس میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جاری ہے

فرمودۂ اقبالؒ

معنیٔ حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدۂ صدیقؓ* اگر

قوتِ قلب و جگر گردد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
از خدا محبوب تر گردد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسلمانوں میں یکجہتی نہیں ہے!

ابو سعید انور

مسائل ہی مسائل ہر طرف ہیں — مگر ہم ہیں کہ پھر بھی سر بکف ہیں
مسلمانوں میں یکجہتی نہیں ہے — اُدھر اغیار باہم صف بہ صف ہیں
فلسطینی مسلمانوں کے مسکن — یہودی جارحیت کے ہدف ہیں
کبھی یاسر کبھی یاہو سے یاری — نہیں معلوم کلنٹن کس طرف ہیں
سیاہ فاموں کو گولی سے اُڑائیں — یہ اُڈوائر کے سوتیلے خلف ہیں
نئے انداز میں نکلے ستمگر — پرانے ان کے لیکن سب شغف ہیں
چھپائے بیٹھے ہیں طوفاں دلوں میں — تہہ قلزم کچھ ایسے ہی صدف ہیں
ہمارا پوچھتے ہو، کیا عزیزو! — بس اتنا جان لو ننگِ سلف ہیں

گزشتہ سے پیوستہ

قرآن میں نباتات و فواکہہ

بیری یا سدرہ

صوفی مشتاق احمد صاحب ایم۔اے

قرآن پاک میں ایک ایسے میوے کا بھی ذکر ہے جسے عوام کی نگاہ میں بہت زیادہ مرغوب پھل کا مقام حاصل نہیں ہے باوصف اس کے کہ بچوں کی نگاہ میں اسے پسندیدہ تصور کیا جاتا ہے وہ اسے نہایت شوق سے کھاتے ہیں۔ بیر کے عام پھل کا قطر تقریباً ایک سینٹی میٹر ہوتا ہے بڑے بیر بیضوی شکل کے ہوتے ہیں اور جسامت میں عام بیروں سے بڑے ہوتے ہیں بیر جب کچے ہوتے ہیں تو ترشی مائل قدرے کسیلے ہوتے ہیں اور رنگ سبز ہوتا ہے پکنے کے بعد رنگ سرخی مائل زرد اور بعض گہرا سرخ ہوتا ہے ذائقہ میٹھا اور پسندیدہ ہوتا ہے بیر جب پک جاتے ہیں تو بچے جوان اور بوڑھے سبھی شوق سے کھاتے ہیں۔

جہاں تک سورہ والنجم میں بیری یا سدرہ کے ذکر کا تعلق ہے یہ آسمان کی بلندیوں پر عظمت اور رفعت کا ایک مقام ہے یہ جن وانس اور ملائکہ کی طاقت پرواز کی آخری حد ہے اور آقائے دو جہاں، سردار انبیاء، محبوب رب العالمین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کی خصوصی پرواز کا پہلا قدم یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

فارسی کے عظیم شاعر قدسی نے حضور کے علو مرتبت کو کن خوبصورت الفاظ میں رقم کیا ہے

شب معراج عروج تواز افلاک گزشت
بمقامیکہ کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

فارسی کے ایک دوسرے عظیم صوفی شاعر شمس تبریز نے سفر معراج کو کیسے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے

در شب معراج بودے جبریل اندر رکاب
پانہادہ برسر پر گنبد خضریٰ توئی

آمدم برسر مطلب بیری کا ذکر قرآن پاک میں تین چار مرتبہ آیا ہے (۱) سورہ سبا رکوع ۲ پارہ ۲۲ (لقد کان لسبا فی مسکنھم آیتہ-------
----جنتین ذواتی اکل خمط و اثل و شیئی من سدر قلیل ○

ملک سبا کے لوگوں کے لئے ان کے اپنے گھروں میں قدرت رب ذوالجلال کی ایک بڑی نشانی موجود تھی۔ دو باغ راستے کے دائیں بائیں تھے۔ ہم نے انہیں حکم دیا کہ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ دنیا میں رہنے کے لئے ایسا عمدہ شہر عنایت کیا اور وہ آخرت میں بخشنے والا پروردگار ہے باوجود اس کے ہماری حکم عدولی کی۔ ہم نے ان پر بند توڑ کر بڑے زور کا سیلاب بھیجا (جس نے ان کے علاقے کو تاراج کر دیا) ان کو پہلے دو باغوں کی جگہ دوسرے دو باغ دیئے جن کے پھل بد

ذائقہ (خمط یعنی پیلو) اور جھاؤ (اثل یعنی خودرو جھاڑ جھنکاڑ) اور تھوڑی سی بیریاں یعنی سدرہ تھیں۔

(۲) سورہ واقعہ رکوع ا پارہ ۲۷ میں رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں۔ **واصحاب الیمین ○ ما اصحب الیمین ○ فی سدر مخضود** جنت الفردوس میں لوگوں کا ایک گروہ ہوگا جو دائیں ہاتھ والا کہلاتے گا ان دائیں ہاتھ والوں کی خوش بختی کا کیا کہنا۔ ان کے لئے بے کانٹے کی بیریاں ہوں گی، تہ بہ تہ کیلوں کے لدے ہوتے گچھے لمبی لمبی پر لطف چھاؤں، ہوں گی پانی کے زمزمہ افشاں جھرنے اور سال بھر بلا ناغہ، بے روک ٹوک ملنے والے باافراط پھل ہوں گے۔

(۳) سورہ النجم رکوع ا۔ پارہ ۲۷ میں رب العزت کا ارشاد گرامی ہے **والنجم اذا ھوی۔۔۔۔۔۔لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ ○** قسم ہے شہاب ستارے کی (کہ جب وہ آسمان سے ٹوٹتا ہے) کہ آپ کا رفیق (یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گم کردہ راہ ہوئے اور نہ ہی وہ کوئی بات اپنی خواہش نفسانی سے کرتے ہیں بلکہ وحی الٰہی کے مطابق کلام کرتے ہیں ان کو تعلیم دیتا ہے (جبریل امین) جو زبردست روحانی اور جسمانی قوت کا مالک ہے معراج کے روز وہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آسمان کے ایک اونچے مقام پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اصلی شکل و صورت میں بجنبہ آ کھڑا ہوا پھر وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ تا گیا اور وہ اتنا جھکا کہ دونوں کے درمیان دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس اس وقت خدا

نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی چاہی تھی سو کی پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ دیکھا اور سنا اپنے جی کی طرف سے ملاوٹ کئے بغیر بلا کم و کاست بیان کر دیا کیا تم ان سے اس بات پر جھگڑتے ہو۔ حالانکہ اس میں جھگڑے کی کوئی بات نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو (معراج کے وقت) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (جہاں نیک بندوں کے رہنے کی جگہ یعنی بہشت ہے) جبریل امین کو دوسری بار بھی (اصلی صورت میں) اپنے پاس آیا ہوا دیکھا تھا۔ جبکہ سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا (یعنی نور) اس وقت پیغمبر کی نظر نہ کسی طرف کو بہکی اور نہ اچٹی۔ بلاریب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت خالق اکبر کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

مولوی حافظ نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں سدرہ عربی میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ وہ بیری کا درخت ہے جو ساتویں آسمان کی آخری حد ہے اور جبریل امین جیسے جلیل القدر فرشتے کی رفعت پرواز کی آخری حد ہے۔

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان میں علمہ شدید القویٰ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں اکثر مفسرین نے سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد جبریل امین لیا ہے اور سکھانے سے مراد تعلیم الٰہی سکھانا یعنی وحی الٰہی کا پہنچانا لیا ہے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ شدید القویٰ ذو مرہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی (تفسیر روح البیان) والقدراہ

نزلتہ اخریٰ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت کو اپنے قلب مبارک کی وساطت سے دو مرتبہ دیکھا انہی سے روایت ہے کہ حضور نے رب العزت کو آنکھ سے دیکھا "عند سدرۃ المنتہیٰ""" سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے کہ جس کی اصل جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور شاخیں ساتویں آسمان سے پھیلی ہوئی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی بلند تر ہے ملائکہ، اتقیاء اور ارواح شہداء اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

استاد محترم حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب "سدرۃ المنتہیٰ" کے متعلق اپنے رسالہ تحفۂ عجیب فی بیان معراج الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں تحریر فرماتے ہیں

کہ "سدرہ المنتہیٰ" ساتویں آسمان پر ایک درخت کا نام ہے سدرہ بیر کے درخت کو کہتے ہیں۔ منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ انس و جن اور ملائکہ کی قوت پرواز وہاں پر جا کر ختم ہو جاتی ہے علوم خلائق کی حد آخریں ہے اس مقام سے آگے کوئی نہیں جاسکتا۔ سوائے ہمارے آقا و مولیٰ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنہیں خالق اکبر نے اس مقام سے آگے جانے کا شرف عطا کیا شب معراج ان کا سفر اتنا عظیم اور رفیع تھا کہ جبریل امین جیسا مقتدر فرشتہ انہیں دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پرواز کا فکر انگیز نقشہ سعدی شیرازی نے کس خوبصورتی کے ساتھ

کھینچا ہے "سدرۃ المنتہیٰ" پر پہنچنے کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو مخاطب کر کے فرمایا

بدو گفت سالار بیت الحرام ○ کہ اے حامل وحی برتر خرام

بگفتہ فروتر مجالم نہ ماند ○ بماندم کے تیروی بانم نماند

اگر یک سرموئی برتر پرم ○۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

یعنی اے انبیاء پر وحی لانے والی محترم ہستی! مجھے اس مقام سے آگے جانے کا حکم ملا ہے لہذا میری رہنمائی فرمایئے جبریل امین نے جواب دیا اے سردار انبیاء یہ مقام میری طاقتِ پرواز کی حدِ آخر ہے اس سے آگے جانے کا یارا نہیں ہے میں اس مقام سے بلند تر پرواز کرنے سے عاجز ہوں کہ میرے پروں میں پرواز کی وہ مشاقی نہیں ہے اگر میں ایک بال برابر آگے جانے کی جسارت کروں تو "نور السموات والارض" کی تجلی میرے پروں کو جلا کر راکھ کردے گی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خدا "سدرۃ المنتہیٰ" سے بلند تر پرواز کرنے لگے معاً مڑ کر دیکھا تو مسکرا کر فرمایا سنو اے جبریل! جہاں تمہارا مقامِ پرواز ختم ہوتا ہے ہم وہاں سے اپنی معراج کمال کا پہلا قدم اٹھاتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

مازاغ البصر وماطغیٰ" کے ضمن میں صاحب خزائن العرفان فرماتے ہیں اس آیت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت کی عظمت و کمال کا

اظہار ہوتا ہے اس مقام میں جہاں انسانی عقلیں حیرت واستعجاب سے واماندہ ہو جاتی ہیں آپ ثابت قدم رہے جس نور کا دیدار کرنا مقصود تھا اس سے بطیب خاطر بہرہ اندوز ہوئے اور اس کی دید میں یوں مستغرق ہوئے کہ کسی دوسری طرف التفات کرنے کی ہوش نہ رہی حضرت موسیٰ کی طرح بے ہوش نہ ہوئے بلکہ اپنے محبوب کی قربت میں روحانی سرور و طرب اور کیف و نشاط کی "منتہیٰ" کو پہنچ گئے (لقد رای من آیٰت ربہ الکبریٰ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب عجائبات ملک و ملکوت کا نظارا ملاحظہ فرمایا آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث اختصام ملائکہ اور دوسری کئی احادیث میں آیا ہے (روح البیان)

مولانا شبیر احمد عثمانی نے "سدرۃ المنتہیٰ" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں سے اوپر جو درخت دیکھا تھا وہ بیری کا تھا اور یہ مقام اتصال ہے نیچے اور اوپر کا۔ نیچے والے اوپر اور اوپر والے نیچے نہیں جاسکتے اذن ربی کے بغیر۔ اس بیری کو دنیا کی بیری سے تشبیہ نہیں دی جائے جیسے جنت کے میوے انگور انار وغیرہ وغیرہ شکل و شباہت کے لحاظ سے دنیا کے میووں کی طرح ہوں گے مگر رنگ، ذائقے خوشبو اور مٹھاس وغیرہ کے لحاظ سے وہ بہت برتر اور اعلیٰ ہوں گے اسی طرح "سدرۃ المنتہیٰ" کو دنیاوی بیری کے ساتھ مشابہت نہیں دی جاسکتی اس کی اہمیت اور عظمت کو اللہ جل جلالہ بہتر جانتے ہیں

مولانا عاشق الہیٰ میرٹھی اپنے ترجمۂ قرآن پاک میں لکھتے ہیں کہ حضرت

جبریل امین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب "وحی" لایا کرتے تھے تو حضرت وحیہ کلبی کی صورت اختیار کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تمہیں اصلی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ ایک دفعہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ جبریل امین مطلع آفتاب میں آسمان کے کنارے ظاہر ہوئے چھ سو پر تھے آپ کے جسم نے آسمان کے ہر دو کنارے چھپا رکھے تھے دوسری مرتبہ "سدرۃ المنتہیٰ" کے قریب ان کو اصلی حالت میں دیکھا "سدرہ" عربی میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں "سدرۃ المنتہیٰ" بیری کا وہ درخت ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور فرشتوں کے پہنچنے کی منتہی ہے اس کے پاس بہشت ہے جو شہدا۔ صالحین کی آرام گاہ ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق "دو قرآن" میں علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ ما اوحیٰ کے ضمن میں لکھتے ہیں اگر شدید القویٰ سے مراد اللہ جل جلالہ لیا جائے تو تفسیر میں زیادہ حسن اور تقدس پیدا ہو جائے گا اور ما وحی کا فاعل بھی تلاش کرنے کی زحمت میں نہ اٹھانا پڑے گی ترجمہ ملاحظہ فرماویں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقتور اور پرہیبت رب نے تعلیم دی اللہ ایک بلند افق پر جلوہ فرماں تھا جہاں سے وہ نیچے اترا اور بتدریج قریب آتا گیا یہاں تک کہ طالب و مطلوب میں صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے اپنے پیارے بندے کو جو سمجھانا چاہا تھا سمجھایا۔

ڈاکٹر اقتدار فاروقی نے نباتات قرآن میں لکھا ہے مولانا عبدالماجد دریا بادی

فرماتے ہیں کہ "سدرۃ المنتہیٰ" عالم زیریں اور عالم بالا کے درمیان نقطہ اتصال ہے یہاں سے ملائکہ عالم بالا کے احکامات زمین پر اور عالم زیریں کے اعمال مسعود اوپر پہنچاتے ہیں مولانا کے خیال میں آسمانوں میں بیری کے درخت کو تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ دنیاوی نباتات و فواکہ سمیت نہ جانے کتنی دنیاوی چیزوں کا جنت میں ہونا مُسَلَّم ہے

تفسیر حقانی میں "سدر" کی بابت مرقوم ہے کہ حضور نے اللہ جل و جلالہ کو دوسری مرتبہ "سدرۃ المنتہیٰ" کے پاس دیکھا یہ دنیاوی درخت نہیں ہے بلکہ جنت الماویٰ کا درخت ہے صوفیاء کے نزدیک "سدر" عبارت ہے روح اعظم سے کہ جس کے اوپر کوئی تعین اور مرتبہ نہیں ہے ان کا نظریہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک درخت پر تجلی ہوئی تھی اسی طرح محبوب رب العالمین کو "جنت الماویٰ" میں اس درخت یعنی "سدر" پر تجلی ہوئی تھی۔

لغات القرآن میں "سدرۃ المنتہیٰ" فہم وادراک کی آخری سرحد پر ایک درخت کہا گیا ہے جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فیوض ربانی اور نعمائے صمدانی سے نوازا گیا جناب غلام احمد نے "سدرۃ المنتہیٰ" کو وہ مقام بتایا ہے جہاں تحیر اپنی انتہاء کو پہنچ جائے مولانا مودودی فرماتے ہیں "سدرۃ المنتہیٰ" وہ مقام ہے جہاں جبریل امین کی آنحضرت سے دوسری ملاقات ہوئی۔

ہمارے لئے اس امر کا تعین مشکل ہے کہ اس عالم مادی کی آخری سرحد پر وہ

بیری کا درخت کیسا ہے۔ بہر کیف وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے لئے انسانی زبان میں "سدرہ" سے زیادہ موزوں لفظ خالق اکبر کے نزدیک اور کوئی نہ تھا۔

انگریزی مفسرین یعنی جناب عبداللہ یوسف علی، جناب پکتھال اور جناب داؤد نے "سدر" کو زیادہ تر بیری کا درخت بتایا ہے۔

سنن ابوداؤد میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص "سدر" کا درخت کاٹے گا اللہ اس کے سر کو جہنم میں اوندھا گرادے گا ایک دوسری حدیث ہشام بن عروہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ مکہ میں کوئی شخص کہتا تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "سدر" کے درخت کاٹنے والوں پر لعنت فرمائی ہے قرآن پاک میں جہاں جہاں "سدر" کے درخت کا ذکر ہے ان میں ایک جگہ بھی "سدر" کے پھل کا ذکر نہیں ہے۔

"سدر" کے درخت کی اہمیت:۔ سورۃ النجم اور سورۃ الواقعہ میں "سدرہ" کا ذکر کر کے ایک حسین، دلکش اور تحیرّ انگیز مناظر کا دلربا خاکہ کھینچا گیا ہے جبکہ سورۃ سبا میں "سدر" کو تین اقسام کے مضبوط درختوں (اثل، خمط اور سدر) میں سے ایک بتایا گیا ہے جو سیلاب کی زد میں آ کر بھی اپنی جڑوں پر مضبوطی سے ڈٹے رہے حالانکہ باقی سارے دورویہ باغات تہس نہس ہو گئے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں "سدرۃ المنتہیٰ" کے بارے میں مذکور ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آسمان پر جو "سدر" دیکھا تھا وہ ایک نہایت بلند و بالا درخت تھا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند تھے اور پھل (بیر) حجر (قوم ثمود کی مملکت کا صدر مقام تھا) کے پانی کے مٹکوں کی طرح تھے۔ ڈاکٹر اقتدار فاروقی فرماتے ہیں کہ نباتاتی تاریخ پودوں کی کیمیائی خصوصیات قرآنی ارشادات اور احادیث کی روشنی میں "سدرۃ المنتہیٰ" کا "سدرہ" جنت الماویٰ کا سدرہ جس کا ذکر (سورۃ النجم) میں کیا گیا ہے دائیں بازو والوں کا سدرہ (سورۃ الواقعہ) اور مآرب کے سیلاب سے بچ جانے والا سدرۃ (سورۃ سبا) وہ درخت تھا جسے عربی میں الارز کہتے ہیں اسے زمانہ قدیم میں دنیا کا حسین ترین درخت شمار کیا جاتا تھا۔

جاری ہے۔

بقایا استفتاء مع الجواب

بخشش نہیں ہوگی۔

یہ اتنی بڑی بکواس کی ہے اس نے کہ بے نظیر کی حکومت میں اتنی بڑی گاڑی میری نظر میں نہیں آئی کہ اس بکواس کو اٹھا کر لے جاسکے۔ پناہ بخدا

تمام مسلمان بھائیوں سے استدعا ہے کہ اس قسم کی باتوں پر ہرگز کان نہ دھریں اور تبلیغی جماعت کے جہلاؤں کی باتوں کو نہ سنیں ورنہ عقائد برباد ہوں گے ان کو اپنے نزدیک آنے بھی نہ دو اور نہ خود ان کے نزدیک جاؤ یہی ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جو گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے (ایا کم و ایاہم) اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اپنے اسلاف صحابہ کرام تابعین تبع تابعین آئمۃ مذاہب حضرات کے نقش قدم اور تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے۔

مسجد اقصیٰ یا ہیکل سلیمانی

عالم اسلام کے لئے ایک عظیم چیلنج

سائرہ اورکزئی

اُمت مسلمہ آج تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔ تمام مسلم ممالک آپس کے جھگڑوں اور شورشوں کا شکار ہیں۔ صیہونی طاقتیں مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات پر نظریں لگائے بیٹھیں ہیں۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۶ کو مسجد اقصیٰ کے قریب کھولے جانے والی سرنگ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس کا مقصد مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنا اور اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے۔

فلسطین کا شمار دنیا کے ان ممالک میں سے ہوتا ہے جنہیں نوع انسانی عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اکثر انبیاء یہیں پر مبعوث ہوتے۔ مسلم، عیسائی اور یہودی اس جگہ کو یکساں طور پر متبرک مانتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا قبلہ اول حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا مدفن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہد اور لہد ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج میں بیت المقدس ہی ان کی پہلی منزل تھی جو فلسطین میں واقع ہے۔

بیت المقدس کی تاریخی اہمیت

بیت المقدس دنیا کا قدیم ترین مذہبی مقام ہے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر ار (جو دجلہ اور فرات کے سنگم پر واقع ہے) سے ہجرت کر کے جبروں پہنچے (جو بعد میں الخلیل کہلایا) آپ یہیں پر دفن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے مکینوں جو قوم بنی اسرائیل کہلائی، کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام آتے اور توحید کا پیغام دیا۔ آپ علیہ السلام نے بیت المقدس کے ایک مقام پر (بیت ایل) پر ایک مذبح تعمیر کیا جس کے کھنڈروں پر صدیوں بعد ہیکل سلیمانی تعمیر ہوا۔ ان کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ ان کے بعد

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ کا پیغام دیا اور جب انہیں بیت المقدس جانے کو کہا تو اس قوم نے انکار کر دیا جس پر اللہ نے عذاب کے طور پر انہیں دربدر کر دیا۔ یہ لوگ دو سو سال بعد بیت المقدس میں داخل ہوتے۔ اس بار اللہ نے حضرت داؤد کو ان کے پاس بھیجا۔

ہیکل سلیمانی کی تعمیر

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس کو دوبارہ فتح کیا گیا اور بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ مل کر اس کو آزاد کرایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ بہت خواہش تھی کہ وہ یہاں پر اللہ کا مستقل گھر بنائیں مگر اللہ کے فرمان کے مطابق وہ ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تعمیر کرنا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام نے ہیکل کا وہ نقشہ سمجھا دیا جو انہوں نے عالم رویا۔ میں دیکھا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہیکل کی تعمیر شروع کردی اور یہ دو سال میں مکمل ہوا۔ ان کے وصال کے بعد بنی اسرائیل نے خدا کی نافرمانی شروع کردی اور بتوں کو پوجنا شروع کر دیا۔ اور یہ ہیکل بنی اسرائیل کے تسلط سے نکل گیا۔ بعد میں ایک ایسا زلزلہ آیا جس سے ہیکل میں دراڑیں پڑ گئیں۔

ہیکل سلیمانی کی پہلی تباہی

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد یہاں پر مختلف حکمرانوں نے حکمرانی کی۔ بابل کے حکمران بخت نصر نے جب یروشلم فتح کیا تو ہیکل کو بہت لوٹا اور تباہی مچائی۔ اسی میں تابوت سکینہ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے تبرکات تھے۔ جنہیں مصر میں لایا گیا تھا۔ ایسا کھویا کہ آج تک نہ مل سکا۔ ہیکل کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ اور یہودیوں کی توریت کا اصل صحیفہ بھی جلا دیا گیا۔ اور یہودیوں کو یروشلم سے نکال دیا گیا۔

ہیکل سلیمانی کی دوسری تباہی

ایران کے پہلے کسریٰ خسرو نے بابل فتح کیا تو صدیوں بعد یہودیوں کو یروشلم یا بیت المقدس جانے کی دوبارہ اجازت ملی تو انہوں نے ہیکل سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کرنا شروع کیا اور تقریباً ۲۰ سال میں مکمل کیا۔ جب سکندر اعظم نے دارائے ایران کو شکست دی تو یہودیوں کو کوئی

نقصان نہیں پہنچایا۔ بعد میں یروشلم یونانیوں کے حصے میں آیا۔ ۱۶۸ قبل مسیح میں مصر کے حکمران انیطوحیس نے یروشلم فتح کرلیا اور ہیکل کو تباہ کردیا۔ جولیس سیزر جو روم کا حکمران تھا نے یروشلم پر قبضہ کر کے اسے آزاد کرایا اور اس کی وفات پر اس کا بیٹا ہیرود اعظم نے ہیکل کی ازسر نو تعمیر کا حکم دیا۔ اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر اپنی بیوی کو پیش کیا۔ ہیرود اعظم کی موت کے بعد اس کی سلطنت کئی حصوں میں بٹ گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئی

تاریخ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی بیت المقدس میں ہوئی۔ انہوں نے جب لوگوں کو توحید کا پیغام دیا تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا۔ جس پر آپ نے ہیکل کی تباہی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا۔ "اس کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ نہیں رہے گی"

یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق بیت المقدس میں گول گاتھا (Golgatha) جگہ ہے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ جبکہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا تھا۔

ہیکل سلیمانی کی تیسری تباہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد بیت المقدس پر رومیوں کا قبضہ تھا۔ جب قیصر روم نے ہیکل پر چڑھانے کے لئے نذرانے بھیجے تو یہودیوں نے اسے رد کردیا۔ جس پر قیصر روم نے اپنی فوج بھیجی جس نے وہاں پر زبردست تباہی مچائی۔ رومی فوجیں یہودیوں کے پیچھے ہیکل کے اندر داخل ہوئیں جس پر ایک یہودی نے مشعل پھینک دی جس سے ہیکل میں آگ بھڑک اٹھی اور کوششوں کے باوجود نہ بجھ سکی۔ اور ہیکل تیسری مرتبہ تباہ ہوگیا۔ تمام خزانہ اور نوادرات بھی تباہ ہو گئے۔ یہ وہ دن تھا جب ۶۰۰ سال پہلے شاہ بابل بخت نصر نے ہیکل کو تباہ کیا تھا۔ ہیکل کی اس مرتبہ تباہی اس قدر شدید تھی کہ کوئی یہودی نہ بچا جو یہ بتا سکے کہ ہیکل مغربی پہاڑی پر تھا یا مشرقی پہاڑی پر۔ اور آج تک جو دعوے کئے جا رہے ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ قیصر روم کی عیسائیت قبول کرنے کے بعد یہاں پر بڑے بڑے گرجے بنائے گئے۔ اور

ایک نیا شہر آباد ہوا۔ ۳۹۵ء میں تھیودوسیس شاہِ روم بنا تو اس نے اپنی سلطنت اپنے بیٹوں میں تقسیم کی۔ بیت المقدس روم کی مشرقی سلطنت کا حصہ بنا۔ یہودی قوم بدکاری اور عیش و عشرت میں ڈوبی ہوئی تھی ۷ویں صدی میں شہنشاہ ہرکولیس (ہرقل) نے۔ یہودیوں کو نکال دیا۔ شاہ ایران نے بیت المقدس پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا مگر ۱۴ سال بعد ہرقل نے دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس وقت اسلام کا ظہور عرب میں ہو چکا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر

اسلام کے ظہور کے بعد بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا اور کافی عرصے تک رہا۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف میں براق پر بیٹھ کر یہاں کی سیر کی۔ اور تمام پیغمبروں کی امامت کی۔ اسلام کے دور میں بیت المقدس حضرت عمر فاروق رضی تعالیٰ عنہ کے دور میں فتح ہوا اور انہوں نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی۔ اقصیٰ کے معنی دور کے ہیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف کی رات کو بیت المقدس تشریف لے گئے تو جس دروازے سے آپ اندر داخل ہوئے وہ بعد میں باب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلایا اور جس چٹان پر چڑھے وہ "قبتہ الصخرہ" کہلایا یہ۔ یہودیوں کے مطابق ہیکل کے وسط میں ہے۔ آج جہاں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ یہودیوں کے مطابق یہاں ہیکل سلیمانی تھا۔ ۱۴ جولائی ۱۰۹۹ء کو بیت المقدس کو صلیبی گوڈ فری دی بوئلون نے قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی۔ مگر صلاح الدین ایوبی نے ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس دوبارہ فتح کر لیا۔ اور مسجد کی شان و شوکت کو دوبارہ بحال کیا۔

سلطنت عثمانیہ اور بیت المقدس

بیت المقدس مسلمانوں کے پاس کئی صدیوں تک رہا۔ پہلی جنگ عظیم میں سلطنت کی شکست کے بعد یہ برطانیہ کے تسلط میں چلا گیا۔ جس نے ۱۹۱۷ء کے بلفور ڈیکلریشن کے مطابق یہودی آباد کرنا شروع کر دیے اور آخر کار ۱۹۴۸ء میں فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کا قیام دنیا کی بڑی طاقتوں کی حمایت سے عمل میں آیا۔ ۶ جون ۱۹۶۷ء کو عرب اسرائیل جنگ میں عربوں

کو شکست ہوئی اور بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ جنگ میں۔ یہودیوں نے مسجد اقصیٰ اور قبتہ الصخرہ کو شدید نقصان پہنچایا۔

مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کا صیہونی منصوبہ

یہودیوں کے دعوے کے مطابق جہاں مسجد اقصیٰ واقع ہے وہاں دو ہزار سال پہلے ہیکل سلیمانی تھا۔ اور یہودی مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء میں یہودی ماہر تعمیرات کی ایک کمیٹی نے ہیکل کا تعمیراتی ڈیزائن تیار کیا اور ۱۹۶۵ء میں نیویارک کے عالمی میلے میں نمائش کے لئے رکھا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک خصوصی فنڈ کا اجراء بھی کیا۔

مسجد اقصیٰ کے نیچے سرنگ کی کھدائی

اسرائیل نے ۱۹۶۸ء میں ماہر آثار قدیمہ کو مسجد اقصیٰ کے نیچے اور نواحی علاقے میں کھدائی پر معمور کر دیا۔ تاکہ ہیکل کے آثار تلاش کئے جا سکیں۔ اس مقصد کے لئے حرم شریف میں بھی کھدائی کی۔ اور مسجد کے نیچے ایک سرنگ نکالی۔ ۱۰ جون ۱۹۶۸ء کو یروشلم سنڈے پوسٹ میں ایک فیچر "ہیکل کی دیواروں کی تلاش" میں لکھا گیا۔ ۷۰ء میں ٹیٹوس کی آگ نے ہیکل کا کوئی نشان باقی نہیں چھوڑا۔ صرف ہیرود اعظم کی تعمیر کردہ دیواروں کے آثار باقی ہوں گے یا جیسا کہ ماہرین کا کہنا ہے کہ ایک صدی قبل مسیح میں ہیکل کے گرد چاروں طرف جو فٹ پاتھ تھا اس کے آثار ملنے کی توقع ہے۔ اس موجودہ مہم کا مقصد ہیکل ہیرود کے آثار یا فٹ پاتھ کی دریافت ہے۔ اس مہم کی نگرانی پروفیسر بنجامین مازار کر رہا ہے۔ اس کی پوری توجہ دیوار گریہ اور اس سے متصل جنوبی دیوار کے ساتھ ۷۰ میٹر کا رقبہ ہے۔ پروفیسر بنجامین نے کہا

"ہم ۱۳ اویں ۱۴ اویں صدی کی سطح سے ہیرود کے عہد کی گہرائی تک کھدائی کریں گے۔ اور پہلے ہیکل کی بنیادیں تلاش کریں گے۔ ۱۵ اگست ۱۹۶۸ء کو اس نے بتایا کہ کھدائی کے سات مرحلوں میں سے پہلا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور وہ ہیرود کی گہرائی تک پہنچ چکے ہیں۔ کھدائی کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہیکل کے سامنے ایک مربع ڈیوڑھی تھی ہیکل کا مرکزی دروازہ جو جنوبی

دیوار میں تھا دو ہرا تھا اور انہوں نے امید ظاہر کی کہ وہ دروازہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے لئے ان کو مسلمانوں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ دروازہ مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے۔ الاقصیٰ، اسلامی میوزیم اور مسجد نساء جنوبی دیوار پر واقع ہیں۔ اور ہیکل ان کے بالمقابل تھا جس جگہ آج قبتہ الصخرہ ہے۔

صیہونی تحریک والے ہمیشہ کہتے ہیں "یروشلم کے بغیر صیہون اور یہودی ہیکل کے بغیر یروشلم کا تصور نہیں کیا جاسکتا" ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصیٰ میں آگ لگنے کا المناک حادثہ پیش آیا اور قبلہ کی طرف چھت کا بڑا حصہ گر پڑا البتہ دیوار گریہ محفوظ رہی۔ عربوں اور یہودیوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ ہزاروں عربوں کو شہید کیا گیا۔ یہودیوں کے مذہبی عقائد کے بارے میں ٹائم میگزین نے ۳۰ جون ۱۹۶۷ء کو لکھا۔ "اسرائیل کے لئے بیت المقدس کی اردنی حصے پر قبضے سے جس کی بدولت ہزاروں یہودی صدیوں بعد دیوار گریہ کے سامنے حاضر ہوتے ایک دلچسپ مذہبی سوال پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دیوار پر جو ہیکل دوئم کا حصہ ہے قبضے کے بعد کیا وہ وقت آگیا ہے کہ ہیکل سوئم تعمیر کیا جائے؟ بخت نصر اور رومیوں کے ہاتھوں ہیکل کی تباہی کے بعد آج تک یہودی ہفتے میں چار مرتبہ خدا کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ان کے برے دن پھر جائیں اور بھلے دن آجائیں"

یہودیوں کے مذہبی عقیدے کے مطابق ہیکل کے از سر نو تعمیر کے لئے آل داؤد علیہ السلام سے ایک مسیحا کے آنے کا انتظار ضروری ہے۔ جو آکر ہیکل کی تعمیر کرے۔ لیکن ایسا کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب قبتہ الصخرہ تباہ کر دیا جائے یا کسی زلزلے سے یہ مسمار ہو جائے ۲۵ ستمبر ۱۹۹۶ء کو مسجد اقصیٰ کے نیچے سے گزرنے والی سرنگ جو ہیکل سلیمانی کے آثار ڈھونڈنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ یہودیوں نے سیاحوں کے لئے کھول دی۔ اس سرنگ سے مسجد اقصیٰ اور ساتھ والی عمارتوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ جس کا مقصد مسجد کو گرانا ہے۔ یہ نہ صرف جنیوا قوانین کی خلاف ورزی ہے بلکہ اوسلو معاہدہ ۱۹۹۵ء اور دیگر عرب اسرائیل امن معاہدوں کی بھی خلاف ورزی ہے۔ فلسطین کی عوام نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ جس کا نتیجہ سینکڑوں افراد کا قتل ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عالم اسلام مسجد اقصیٰ کی شہادت پر بھی اسی طرح خاموش رہے گا جس طرح انہوں نے بابری مسجد کی شہادت اور اس کی جگہ رام مندر کی تعمیر پر خاموشی اختیار کی؟

یہ پوری امت کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور دشمن کے خلاف صف آرا ہونے کا وقت ہے کیونکہ صیہونی طاقتوں کی نظریں نہ صرف مسجد اقصیٰ بلکہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی لگی ہوئی ہیں۔ اگر آج مسلم اُمہ خاموش رہی تو شاید اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کبھی بھی معاف نہ کرے اور شاید یہ تاریخ کے اوراق ہمیشہ کے لئے گم ہوجائیں۔

۱۰ویں سالانہ

قومی امام احمد رضا کانفرنس

بتاریخ ۲۸، اکتوبر ۱۹۹۶ بروز پیر 1 بجے بعد دوپہر

الحمراء ہال 1 شاہراہِ قائداعظم لاہور میں نہایت شان و شوکت سے منعقد ہو رہی ہے،

امام اہلسنت حضرت
امام احمد رضا خان
قادری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

جس میں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے نامور علماء، مشائخ، مفکر، دانشور، قانون دان، شاعر، ادیب، صحافی، قراء اور نعت خواں حضرات امام اہلسنت کو خراج تحسین پیش کریں گے آپ بھی تشریف لائیں۔

(خواتین بھی شرکت کر سکتی ہیں)

زیر اہتمام کنزالایمان سوسائٹی 1422/6 دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی
فون: 371927، 372927

آئیوڈین

ڈاکٹر محمد انعام قادری
حیات شہید ٹیچنگ ہسپتال پشاور

آئیوڈین ایک یونانی لفظ ہے۔ لفظی معنی VIOLET COLOR ہے انگریزی حرف 'I' سے پہچانا جاتا ہے۔ اٹمی نمبر 53 اور وزن 126.904 ہے۔ خوراک میں اس کی موجودگی ضروری ہے جیسا کہ کیلشیم، آکسیجن، سوڈیم وغیرہ۔

انسانی جسم میں چھوٹی آنت سے ہضم ہو کر 1/3 حصہ Thyroid میں۔ جبکہ باقی 2/3 حصہ خون کے ذریعے گردے میں سے ہوتا ہوا خارج ہو جاتا ہے۔

Thyroid میں جسم کا کل 90% آئیوڈین ہوتا ہے جس میں سے صرف ایک فیصد روزانہ کی ضرورت کے لئے خارج ہوتا رہتا ہے۔ آئیوڈین اگر خون میں ایک حصہ موجود ہے تو Thyroid میں 20 حصے ہوتا ہے۔

سارے جسم میں تقریباً 14 ملی گرام آئیوڈین موجود ہوتی ہے۔ سال میں تقریباً 50 ملی گرام آئیوڈین ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی ایک ملی گرام ایک ہفتہ کے لئے۔ Thyroid گردن (حلق) کے سامنے دونوں طرف تتلی نما شکل میں موجود ہوتا ہے۔ عام حالت میں یہ نظر نہیں آتا مگر جوانی اور آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے سائز بڑھ جانے کی وجہ سے ابھار نظر آتا ہے۔ جو گلہڑ کہلاتا ہے۔ جسم اور خون میں آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے Thyroid کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور سائز بڑھ جاتا ہے۔ آئیوڈین کے استعمال کے بعد دوبارہ اپنی اصلی حالت پر واپس آجاتا ہے۔ Thyroid میں ہارمون بننے کے بعد خون کے رستے جسم کے مختلف اعضاء یعنی گردے، دماغ، دل، جگر، اعصاب اور پٹھوں کی کیمیائی ضرورت پورا کرتے ہیں۔ یہ ہارمون انسانی جسم کی نشوونما میں حرارت اور توانائی کے نظام کو کنٹرول کرتے ہیں۔

آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے انسان سست، کاہل، کم عقل اور بیمار نظر آتا ہے۔ نیند کی کمی ہوتی ہے۔ جلد خشک اور بے رونق ہو جاتی ہے۔ قبض عام ہے۔ پیدائشی بچے ذہنی اور دماغی معذور

ہوتے ہیں۔ یہ بچے گونگے، بہرے اور جسمانی مفلوج ہوتے ہیں۔ خواتین میں کمی اسقاط حمل اور مردہ بچوں کی پیدائش کی وجہ بنتی ہے۔ حالیہ سروے کے مطابق سکول جانے والے بچوں میں گلہڑ آزاد کشمیر میں 84% پشاور میں 60% اور اسلام آباد میں 40% ہے۔ تقریباً 70% نوزائیدہ بچے اس کی کمی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔

دنیا کے کئی ممالک میں گلہڑ پر قابو پالیا گیا ہے۔ جیسا کہ سویزرلینڈ میں آئیوڈین ملا نمک 1922 میں شروع ہوا اور وہاں پر پیدائشی معذور بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ اور آئیوڈین کے مضر اثرات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

WHO اقوام متحدہ کے مطابق عام آئیوڈین ملا نمک کھانے سے انسانی جسم پر کوئی مضر اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ جسم کی ضرورت پوری ہونے کے بعد فالتو آئیوڈین گردے کے راستے خارج ہو جاتی ہے۔

ایک عام آدمی کو کتنا آئیوڈین چاہیے

عام آدمی کو روزانہ 150 مائیکرو گرام آئیوڈین کی ضرورت ہے اور یہ ضروری ہے کہ یہ مقدار مسلسل بنیاد پر ملتے رہے نہ کہ سال میں ایک بار سارے سال کی ضرورت پوری کی جائے۔

آئیوڈین کن چیزوں میں پائی جاتی ہے

آئیوڈین زمین میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ مگر کئی برسوں کی کھیتی باڑی کی وجہ سے اور زیادہ درخت نہ ہونے یا کاٹنے کی وجہ سے آئیوڈین کی کمی پیدا ہو جاتی ہے جو کہ انسانی ضرورت پورا نہیں کرتی۔

اس وقت سب سے زیادہ آئیوڈین سمندر کے پانی یا سمندری جانوروں سے حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ یہ ان لوگوں کے لئے اچھا ہے جو کہ سمندر سے قریب ہیں یا سمندری جانوروں کا استعمال کرتے ہیں۔ پہاڑی علاقے جو کہ سمندر سے دور ہیں۔ اس نعمت سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں گلہڑ کی بیماری عام ہے۔ دوسری وجہ پہاڑی علاقوں میں گلہڑ کی بیماری کی یہ ہے کہ یہاں پر بارش زیادہ ہوتی ہے یا برف کے تودے اپنے ساتھ آئیوڈین بہا کر لے جاتے ہیں۔

آئیوڈین کیسے استعمال کی جاسکتی ہے

روزانہ آئیوڈین کی اتنی مقدار ضرورت ہوتی ہے۔ جتنا کہ سوئی کے ناکے کے برابر اور ساری زندگی میں چائے کا ایک چمچ کافی ہے۔

کیا ہر شخص آئیوڈین استعمال کرے؟

جی ہاں! ہر شخص جوان، بوڑھا، بچہ اور حاملہ عورت سب کے لئے آئیوڈین ضروری ہے۔ حمل کے دوران آئیوڈین اور بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ تاکہ پیدائشی معذوری سے بچا جائے۔

آئیوڈین کی کمی کی کیا علامات ہیں؟

جسمانی کمزوری، حافظے کی کمزوری، ذہنی کمزوری، پیدائشی کمی کا بچہ زیادہ روتا ہے۔ یا کم خوراک کرتا ہے۔ یا خوراک سے مطمئن نہیں ہوتا۔ Thyroid کا ابھار نظر آنا، گونگا پن، بھینگا پن، دونوں ٹانگوں کی معذوری، تشنج وغیرہ

بازار میں کون کون سے نمک دستیاب ہیں

سادہ پنجابی نمک وزن ایک کلو قیمت 3 روپے

نیشنل سادہ نمک وزن 800 گرام قیمت 6 روپے

نیشنل آئیوڈین ملا نمک وزن 800 گرام آئیوڈین 76 PPM قیمت 7 روپے

انور خان پشاوری نمک آئیوڈین 30 PPM وزن 800 گرام قیمت 6 روپے

Ajino Moto چائنہ نمک وزن ایک پونڈ قیمت 60 روپے

مواعظ حسنہ حصہ دوم

مولانا خلیل الرحمن قادری
نقشبندی گلوزئی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الاان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وکانو یتقون ہ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیاوفی الاخرۃ ہ الآیہ پ" ع"

ترجمہ:- خبردار رہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے ان کے ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہیں بدلتا کلام خدا کو یہی ہے مراد و فلاح پانا بڑا۔

احمد اور ترمذی نے حضرت ابی الدردار ضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل کی ہے جس کی تصحیح حاکم نے فرمائی ہے کہ اولیاء اللہ کو دنیا میں بشارت ہے سے مراد یہ ہے کہ وہ خود یا کوئی اور صالح بندہ۔ مومن اس کے لئے خواب دیکھتا ہے جس میں اس کے لئے بشارت ہوتی ہے۔ (مدارک) جلالین میں ہے (لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا) فسرت فی حدیث صححہ الحاکم بالرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل المؤمن اوتری لہ) (تفسیر جلالین پ ۱۱ ع ۱۱ ص ۱۷۶) یعنی اولیاء اللہ کو دنیا میں بذریعہ رویائے صالحہ بشارت دی جاتی ہے یا تو وہ خود بشارت الٰہی کو خواب میں دیکھتے ہیں یا اور کوئی مرد صالح اللہ کا دوست شخص مذکور کے لئے خواب دیکھتا ہے۔ اور آخرت میں بھی ان کو ثواب اور جنت کی خوشخبری دی جائے گی۔ یہ ہے شان اولیاء۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو دونوں جہان میں محفوظ رکھا ہے۔

حضرات! اس آیت شریف کی تفسیر یہ ہے کہ جس مضمون کے انکار کا احتمال ہو وہاں عربی میں الا یا ان یا ھاوغیرہ حروف تنبیہ لائے جاتے ہیں چونکہ رب تعالیٰ کو علم تھا کہ اولیاء اللہ کے فضائل کمالات ان کے مراتب و درجات اور ان کی قدرت و اختیارات اور ان کے مناقب کے بہت

سے منکر پیدا ہونے والے ہیں لہذا اس مضمون کو دو حرف تاکید سے شروع فرمایا۔ الا ان۔ خبردار، بے شک، تحقیق۔ اولیا۔ ولی کی جمع ہے۔ ولی کے چند معنی ہیں۔ قریب، دوست، ناصر، مدد گار، والی یعنی اللہ کے قریب، دوست رہنے والے یا اللہ تعالیٰ کے دین کے مدد گار اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دوست ولی کہلاتے ہیں۔ جنہیں رب تعالیٰ جل جلالہ نے منتخب فرمایا۔ اولیا۔ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے علاوہ اولیاء شیاطین۔ یا۔ اولیاء من دون اللہ یا۔ حزب الشیاطین کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اولیا۔ من دون اللہ کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے اور ان کے ماننے والوں کو کافر فرمایا اور قرآن کریم میں اولیا۔ اللہ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں یہ آیت شریف اولیا۔ اللہ کے محامد بیان کرتی ہے تاکہ اولیا۔ شیاطین نکل جاویں۔

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ فرما کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اولیا۔ اللہ کو دنیا کے خطرات سے بے خوف کر دیا ہے، اس طرح خطرات قیامت سے بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ کر دیا۔ یعنی اولیا۔ اللہ کو نہ دنیا کا خوف ہے اور نہ قیامت کا غم ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے ولی کی۔

عزیز دوستو! ولی اللہ وہ ہے جو اپنے دل میں ماسوا۔ اللہ کی۔ محبت نہ رکھے نہ دنیا و مافیہا کی اور نہ عقبیٰ کی بلکہ ان سب سے اپنے دل کو خالی کر کے اپنے رب کی طرف رجوع کرلے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا۔ ہے اس لئے کوئی ولی نبی نہیں ہو سکتا ہے اور نہ مقام نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۱۹)۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ طبقہ۔ اولیا۔ اور عظیم المرتبت شخصیات میں سے پیر طریقت رہبر شریعت شہنشاہ ولایت حضرت پیران پیر شاہ جیلان محبوب رب دو جہان رحمت عالمیان فریاد انس وجان سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ عظیم الشان منصب ولایت پر فائز تھے آپ کو وہ مقام ولایت رب کریم نے عطا فرمایا تھا۔ جس کی مثال امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملنا مشکل ہے۔ آپ بہ یک وقت باعمل عالم دین رہبر شریعت واقف اسرار طریقت مرشد کامل، استاد مشفق رہبر راہ گم کردہ شب بیدار ولایت کے درخشندہ ستارے کثیر الکرامات مفسر و محدث، علوم ظاہری و باطنی کے مخزن تھے۔

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان انبیاء

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت روز اول ماہ رمضان المبارک ھجری ۴۷۰ یا ۴۷۱ گیلان میں ہوئی۔ آپ حضور بعمر نوے ۹۰ سال سات ماہ ۹ دن اس دارفانی سے رحلت فرماکر روپوش ہوئے مگر آپ کا نام شریف اور چرچا تاقیامت زندہ جاوید ہے۔ جیسے کہ بمصداق اس شعر کے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

وفات حسرت آیات آپ کی وفات شریف ھجری ۵۶۱ کو ہوئی اور مزار گوہربار بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔ حضور کا اسم گرامی حضرت غوث الاعظم عبدالقادر الجیلانی ابن ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ، الیٰ۔ امام حسن بن علی علیہ السلام والدہ ماجدہ اُم الخیر حضرت فاطمہ حضرت شیخ عبداللہ صومعی کی دختر نیک اختر تھی جو کہ کبار مشائخ گیلان سے تھے اور مقتدائے اولیاء۔زمان مستجاب الدعوات تھے۔

عزیز دوستو ! محبوب صمدانی حضرت شیخ محی الدین غوث الاعظم قدس سرہٗ نے ریاضت کے وہ دشوار اور کٹھن مراحل طے فرمائے ہیں جس کو تصور میں لانے سے جسم کانپ جاتا ہے۔ مطابق قول حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ ۲۵ سال تک آپ نے جنگلوں اور بیابانوں میں تجرید و تفرید کی زندگی گزاری اور اور ریاضات شاقہ فرماتے رہے۔ چالیس سال تک حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال نماز عشاء کے بعد ایک پیر پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کریم کیا کرتے اور انہی حالات میں آپ چہل روزہ بھی رکھتے تھے یعنی چالیس دن کے بعد مباح اشیاء۔جنگلی نباتات سے افطار فرماتے۔ سبحان اللہ ! اس علو ہمت کی مثال ملنا مشکل ہے۔ حضور غوث پاک قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے نفس نے سونے کی خواہش کی لیکن میں نے اس کی بات نہ سنی۔ حضرات ! یہ ہے اولیاء۔اللہ کا کردار جنہوں نے دنیاوی لذات سے اجتناب فرمایا، حصول رضائے الٰہی کے لئے سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضات کیں۔ اپنے بدن اور جسمانی آرام کو خیرباد کہہ دیا، نفس کی خواہشات کو ہمیشہ ٹھکرایا اور نفس کو اپنا تابع بنایا۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ کیا خوب کہا کسی شاعر نے۔

نہنگ و اژدھاؤ شیر نر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

خزینۃ الاصفیا۔ ج ۲ میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی ○ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے سے جو ڈرتا ہے اور لذات خواہشات دنیاوی سے اپنے کو باز رکھا پس بے شک۔ جنت الماوی اس کا ٹھکانہ ہے۔

عزیز دوستو! رب کریم اپنے ان محبوبین اور دوستوں کو وہ ارفع و اعلیٰ مقام عطا فرما دیتا ہے جو ان کے شایان شان ہو اور اپنے ان دوستوں کو نہایت وسیع اختیارات اور اپنی مخلوق پر تصرف کرنے کی قدرت عطا فرما کر ان کی قدر و منزلت کو دنیا کی نظروں میں اجاگر فرماتا ہے۔

جیسے کہ مولانا روم نے فرمایا ہے

اولیا را ہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند زراہ

پیارے بھائیو! جب یہ مقام اولیا۔ اللہ کا ہے تو پھر ان سے خوارق العادات یعنی (کرامات) کا ظہور اگر ہو تو اس سے انکار کیوں؟ کیوں کہ اولیا۔ اللہ ہر کام الہام الٰہی سے کرتے ہیں اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کا کہا بھی اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ اختیارات سے خارج نہیں ہوتا اسی لئے تو مولانا روم رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

گفتہء او گفتہء اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرات! حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ کے مشہور قصیدہ غوثیہ کے چند ابیات ملاحظہ فرماویں، حضور غوث اعظم قدس سرہٗ خود فرماتے ہیں۔

مقامکم العلی جمعا ولکن

مقامی فوقکم مازال عالی

حضور غوث پاک قدس سرہٗ اولیا۔ اللہ سے مخاطب ہیں

کہ اگر چہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے۔

واطلعنی علی سرِ قدیم
وقلدنی وعطانی سوالی

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے راز قدیم پر مطلع فرمایا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا مجھے عطا کیا۔

وولانی علی الاقتطاب جمعاً
فحکمی نافذ فی کل حالی

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے

ولوالقیت سری فوق میت
مقام بقدرۃ المولیٰ تعالی

اگر میں اپنا راز مُردوں پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑے ہوں

طبولی فی السماء والارض دقت
وشاءُ وس السعادۃ قد بدالی

میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قلبی قدصفالی

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری

حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کے پیدائش

سے پہلے ہی صاف تھا یعنی میری روحانی حالت میرے

جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مصفا تھی۔

انا الحسنی والمخدع مقامی

واقدامی علی عنق الرجالی۔

میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور

میرا رتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم

اولیاء اللہ کے گردنوں پر ہیں۔

پیارے بھائیو! کچھ سمجھے کہ محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا اولیاء اللہ میں کتنا ارفع واعلیٰ مقام ہے۔ شاعر نے کیا خوب فرمایا

غوث الاعظم جملہ گویند اہل حشر

ہم موافق ہم مخالف ہم مشائخ دمبدم

روز قیامت حضور غوث پاک قدس سرہ کو ماننے والے اور مخالفین اور بزرگان دین سب یا غوث اعظم پکاریں گے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اسی طرح حضرت غوث اعظم قدس سرہ بھی اپنی شان میں یکتا ہیں۔

کرامات اولیاء

عزیز بھائیو! اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں جسے کوئی بھی مسلمان انکار نہیں کرسکتا اس لئے کہ کرامات اولیاء کا ثبوت قرآن کریم احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور پھر علماء و مشائخ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشاہدہ اتنی کرامات سرزد ہوئی ہیں جو غدو حد سے باہر ہیں۔ پہلے قرآن کریم سے اس کا ثبوت ملاحظہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا

ترجمہ:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب بھی وہ مریم علیہا السلام کے خاص کمرہ میں جاتے تو مریم کے پاس بے موسم کے پھل اور رزق پاتے تو فرماتے زکریا، اے مریم یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا تو مریم فرماتی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یعنی جنت سے تحقیق اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے حساب یعنی وسیع پیمانے پر (تفسیر جلالین ص۔ ۵۰ پ ۳ آل عمران)

اسی جگہ اگلی آیت میں ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی عنالدنک ذریتہ طیبتہ انک سمیع الدعاء ٥

ترجمہ:۔ اس جگہ پکارا زکریا علیہ السلام نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے دے دے مجھے نزدیک اپنے سے اولاد پاکیزہ تحقیق تو قبول کرنے والا دعا کا ہے۔ انتہی

تشریح:۔ ھنالک پر حاشیہ ۹ میں ہے لما رای زکریا حال مریم فی کرامتہا علی اللہ و منزلتہا الخ

ترجمہ:۔ جب دیکھا زکریا علیہ السلام نے مریم کی بزرگی اور کرامت کو اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قدر و منزلت کو۔ تو خواہش ہوئی زکریا کو اولاد کی اور چاہا کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ اشاع (زکریا کی بیوی) سے نیک اولاد دے حالانکہ اس وقت زکریا کی عمر ۱۲۰ سال تھی اور ان کی بیوی کی عمر ۹۸ سال تھی اور پھر یہ کہ وہ بانجھ بھی تھی۔ رب رحیم و کریم نے زکریا کی دعا قبول فرمائی اور ان کو یحییٰ علیہ السلام پاکیزہ فرزند عطا فرمایا۔

عزیز بھائیو! کہا جاسکتا ہے کہ زکریا علیہ السلام پیغمبر تھے اور ان کے یہاں پاکیزہ ولد کا پیدا ہونا ان کا معجزہ تھا۔ لیکن پیارے بھائیو مریم کو تو نبوت نہیں ملی تھی لہذا ثابت ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھی اور اس پاس بے موسم پھل اور رزق کا آنا یہ ان کی کھلی کرامت تھی یہاں قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کو بھی رب کریم ولایت کے بلند وارفع مقامات پر فائز فرماتا ہے۔ جبکہ زمانہ حال میں۔ بہت سے لوگ ولایت النساء کے منکر ہیں۔

اب ایک واقعہ جو سورۃ نمل میں ہے ملاحظہ فرماویں، ارشاد خداوندی ہے۔

وقال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک۔ القرآن

(پ ۱۹ النمل)

ترجمہ:- اور کہا اس نے جس کے پاک کتاب کا علم تھا کہ میں وہ تخت بلقیس حضور میں حاضر کردوں گا قبل اسے کہ آپ پلک جھپکیں۔

سامعین کرام یہ واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے جو قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور کافی طویل ہے، میں یہاں صرف آپ حضرات کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کرامات اولیاء اللہ کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے اور جو اس سے انکار کرے گا گویا وہ منکر قرآن ہے۔ (العیاذ باللہ)

ہاں تو عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے دربار میں تشریف فرما تھے اور سارا لشکر بھی حاضر تھا لشکری پرندے بھی موجود ہیں مگر ہدہد موجود نہیں تب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ ہدہد حاضر نہیں ہے (امر واقعہ یہ تھا کہ ہدہد اڑتا ہوا صنعا ملک یمن میں پہنچ گیا تھا۔ اس ملک کے لوگ سورج کے پجاری تھے اور ان کی حکمران ایک عورت تھی جس کا نام بلقیس تھا) قرآن کریم میں ارشاد ہے (ولہا عرش عظیم) یعنی اس کا تخت بہت بڑا تھا۔ مفسرین کرام بلقیس کی تخت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ تخت ۴۰ چالیس گز چوڑا تھا اور اسی گز لمبا تھا اور تیس گز اونچا تھا اور سونے اور چاندی سے بنا ہوا تھا اور بڑے قیمتی جواہرات سے مرصع تھا بلقیس نے ایک بہت مضبوط گھر بنوایا تھا جس کے اندر دوسرا گھر تھا پھر اس کے اندر تیسرا گھر تھا اور پھر اس میں چوتھا گھر تھا اور پھر چوتھے میں پانچواں گھر تھا اور پھر پانچویں گھر میں چھٹا اور چھٹے گھر میں ساتواں گھر تھا اس ساتویں گھر میں وہ تخت مقفل رہتا تھا۔

ہدہد یہ سب دیکھ کر جب واپس پلٹا تو سلیمان علیہ السلام سے اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی اور یہ سارا واقعہ سنایا۔ تب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اب جاؤ اور بلقیس کے پاس میرا خط لے جاؤ جس پر سلیمان علیہ السلام نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر لکھا (الا تعلوا علی واتونی مسلمین ۝) (یعنی میرے معاملے میں بڑائی ظاہر نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ ہدہد گیا اور یہ خط بلقیس تک پہنچا آیا۔ بلقیس یہ خط پڑھ کر بہت گھبرائی اور ارکین سلطنت سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت سلیمان کو دیکھنے کے لئے چل پڑی جبکہ قبل ازیں حضرت سلیمان کے پاس کافی تحفہ تحائف بھی بھیج چکی تھی۔ بہر حال ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ

السلام کو خبر دی کہ بلقیس آپ کی زیارت کے لئے آ رہی ہے۔ تب اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے خطاب فرمایا۔

(عربی یعنی آیت شریف (یاایہاالملاء) کا ترجمہ) اے درباریو! تم میں سے کون ہے کہ وہ اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ عزیز دوستو! یہ بھی سن لیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار اور بلقیس کے تخت کے مقام کا درمیانی فاصلہ دو مہینے کی راہ کا تھا اور تخت کا طول ۸۰ گز اور عرض ۴۰ گز اور ۳۰ گز اونچا تھا۔ اتنے بڑے وزنی تخت کو اور اتنے دور دراز سے حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے ہیں کہ تخت مذکور کو ملکہ بلقیس سے پہلے پہلے یہاں کوئی لے آئے۔ غور فرمایئے سامعین کرام کہ اتنی دور سے اتنے بڑے تخت کا اتنی جلدی آجانا کیا قرین قیاس ہے؟ ہرگز نہیں! عقل میں یہ بات آتی ہی نہیں مگر قرآن پاک فرماتا ہے۔

قال عفریت من الجن انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین

○

ترجمہ:- ایک جن اٹھا اور کہنے لگا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ کا یہ اجلاس برخاست ہو، دیکھا حضرات آپ نے وہ جن کہہ رہا ہے کہ حضور آپ کا یہ دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں وہ تخت یہاں لاسکتا ہوں۔ مگر عزیز دوستو! حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہیں میں اس سے بھی جلد تر چاہتا ہوں۔ تو پھر قال الذی عندہ علم من الکتٰب انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک، الآیت

ایک شخص علم والا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ آپ پل ماریں۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ (پ ۱۹ سورۃ النمل القرآن)

پیارے مسلمان بھائیو! دیکھا آپ نے ایک علم والے بزرگ نے کیا کرامت دکھادی۔ کہ اتنا بڑا وزنی تخت جسے کئی آدمی ہلا تک نہ سکیں اور اتنی دور سے جہاں دو مہینے میں صرف پہنچا جاتے اور واپسی کے لئے دو مہینے مزید درکار ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ سپاہی اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے لے بھی آیا۔ قرآن کریم میں لفظ (اتیک بہ) ہے یعنی اسے آپ کے پاس

لے آؤں اور آنا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے جانا بھی ثابت ہو۔ معلوم ہوا کہ وہ عالم پل بھر کے عرصے میں اتنی دور چلا بھی گیا اور پھر آ بھی گیا اور آیا بھی اتنی جلد عظیم تخت کو ساتھ لا کر۔ اور پھر حیران کن بات تو یہ ہے کہ گیا بھی اور آیا بھی اور دربار سے غائب بھی نہیں ہوا، گویا یہاں بھی اور وہاں بھی اور پھر یہاں بھی۔ حضرات ان کا نام آصف بن برخیا تھا۔

کیوں پیارے بھائیو! یہ ایک عالم و ولی کی طاقت، ایک بہت بڑی طاقت ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی سنیں کہ یہ عالم ولی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک غلام (امتی) تھا۔ پھر وہ حضرات اولیاء کرام جو سید الانبیاء نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام ہیں ان میں یہ طاقت کیوں نہ ہو گی کہ وہ یوں فرمائیں۔

ولو انکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب لسترتہا

اگر میرے مرید کا ستر مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں بھی رہوں تو بھی اسے ڈھانپ دوں گا۔

عزیزان من! یہ ارشاد حضور غوث اعظم قدس سرہ العزیز۔ بہجۃ الاسرار ص ۹۹ پر موجود ہے۔ سبحان اللہ، یہ ہے شان اولیاء اللہ کی۔ اس امت خیر الامم میں حضور غوث پاک نور اللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ میرا مرید کہیں بھی ہو مشکل کے وقت میں اس کی مدد کر سکتا ہوں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو پھر اسے کہئے کہ بلقیس کا تخت والا واقعہ کیسے ہوا۔ اگر وہ ہو سکتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر قرآن کریم کے ارشاد فرمودہ واقعہ کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ (معاذاللہ)

اللہ والوں کو جو طاقتیں عطا ہوئی ہیں وہ چونکہ ممتاز اور مخصوص ہیں۔ جو عوام کو نہیں ملیں اس لئے عوام کو سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔ مگر سمجھ آئیں یا نہ آئیں ہمارے ایمان میں تو آتیں ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ بے شک ان اللہ والوں کو وہ طاقتیں اور اختیارات ملے ہیں جس سے عوام بالکل ناآشنا اور نہ بلد ہیں۔ اولیاء کرام کی طاقتوں کے بارے میں مولانا روم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اب ایک حدیث قدسی ملاحظہ ہو جسے مشکوۃ شریف ص ۱۸۹ پر نقل کی گئی ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا کہ میرا بندہ جب کثرت نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرلیتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو حدیث قدسی فکنت سمعتہ الذی یسمع بہ وبصرۃ الذی یبصر بہ ویدۃ الذی یبطش بہ ورجلتہ الذی یمشی بما وان سئلنی لیعطینہ (مشکوۃ شریف ص ۱۸۹)

ترجمہ:- پس میں اس ولی کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور میرا ولی اگر مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔

سامعین کرام دیکھا آپ نے اس حدیث شریف میں خداوند تعالیٰ کا صاف ارشاد موجود ہے کہ اپنے مقبول بندے کے کان میں بن جاتا ہوں، آنکھ اس کی میں بن جاتا ہوں، ہاتھ اس کے میں بن جاتا ہوں اور پاؤں بھی اس کے میں بن جاتا ہوں۔ وہ دیکھتا، سنتا، پکڑتا اور چلتا ہے تو میرے ساتھ، اب ذرا آپ انصاف سے فرمایئے کہ جس مقبول حق کی یہ شان ہو اس کے لئے نزدیک و دور کا امتیاز ہی کب باقی رہ جاتا ہے اور دور کی چیز کو دیکھنا اور دور کی آواز سننا اس کے لئے محال کیسے رہ سکتا ہے اس اللہ کے بندے کے کان ہمارے کانوں کی مثل نہیں کہ دور کی آواز نہ سن سکیں۔ اس کے کان اب (کنت سمعہ) کے مطابق ایسے کان ہیں جن کے متعلق خدا کا ارشاد ہے کہ یہ کان اب میری طاقت سے سنتے ہیں اسی طرح اب اس کی آنکھیں ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ آنکھیں اب میری طاقت سے دیکھتی ہیں اسی طرح ولیاللہ کے ہاتھ و پیر بھی خدائی طاقت سے کام کرنے لگتے ہیں۔

اسی لئے صوفی عبدالرحمٰن بابا نے ارشاد فرمایا ہے اپنے دیوان میں جو پشتو زبان میں ہے۔

چہ پہ یو قدم تر عرشہ پورے رسی

مالیدلے دے رفتار دہ درویشانو

اور حضرت مولانا روم صاحب رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

آنکہ بر افلاک رفتارش بود
برزمین رفتن چہ دشوارش بود

یعنی جن کی رفتار آسمانوں تک پہنچ سکتی ہے ان کو زمین پر چلنے میں کیا دشواری ہے۔ مثنوی روم اب ایک حدیث شریف کو ملاحظہ فرماویں، جو مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

ترجمہ:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یک لشکر کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بھیجا اور اس لشکر کا امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا حضرت ساریہ اسلامی لشکر لے کر کافروں کے ساتھ جہاد کے لئے چلے گئے اور مصروف جہاد ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچانک آواز دی یا ساریتہ الجبل یا ساریتہ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کے ساتھ رہو اور پہاڑ کو اپنے پیچھے رکھو! لوگ حیران ہوئے کہ خطبہ کے اندر یہ بے جوڑ بات کیسی! ساریہ تو یہاں سے بہت دور کسی ملک میں مصروف جہاد ہے چند دنوں بعد میدان جہاد سے ایک قاصد آیا اور اس نے بتایا کہ ہمارا مقابلہ کافروں کے ساتھ ہو رہا تھا اور کافر ہم پر غالب آ رہے تھے کہ اچانک ہمیں غیبی آواز سنائی دی کہ اے ساریہ پہاڑ کے ساتھ رہو۔ چنانچہ ہم نے اس ہدایت پر عمل کیا اور پہاڑ کو پیچھے رکھ کر ہم نے اپنی پشت کو محفوظ کر لیا اور پھر دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کیا تو دشمن شکست کھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۸

میرے پیارے بھائیو! دیکھا آپ نے انصاف اور غور کا مقام ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے اتنی دور لڑنے والے مجاہدین اسلام کو دیکھ لیا۔ اور وہیں انہیں ہدایت دی اور اتنی دور سے ان مجاہدین نے مدینہ منورہ کی آواز سن لی اور اس ہدایت پر عمل کر کے فتح پائی۔

کیوں حضرات! ہم تو تھوڑی دور کی بھی آواز نہیں سن سکتے اور قریب کی چیز بھی بغیر عینک نہیں دیکھ سکتے مگر ان اللہ والوں نے اتنی دور دراز سے مدینہ منورہ کی آواز سن لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اتنی دور دراز مسافت کے باوجود نقشہ جنگ دیکھ لیا۔ تو آپ سوچیں کہ یہ کیا بات تھی۔ وہی جو خدا نے فرمایا کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی

آنکھ ہو جاتا ہوں جسے وہ دیکھ لیتا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں وہ آنکھیں تھیں اور ایسی آنکھوں سے نزدیک اور دور کی کوئی چیز غائب نہیں رہ سکتی اور حضرات مجاہدین کے بھی وہ کان تھے۔ جنہوں نے اتنی دور کی آواز سن لی۔

مفسرین حضرات نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ مجاہدین نہاوند میں کافروں سے برسر پیکار تھے جو کہ مدینہ منورہ سے ایک مہینہ وبقولے دو مہینہ کا راستہ ہے۔ عزیز بھائیو! انصاف فرماویں کہ جس محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت سے اسکے غلاموں کی یہ شان ہے تو پھر اس محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک کیوں نہ فرش وعرش کی ہر شئی کو ملاحظہ فرماتی ہوں گی اور ان کے کان مبارک کیوں نہ ساری کائنات کی آوازیں ساری کائنات کی آوازیں سنتے ہوں گے۔ کیا خوب فرمایا حضرت احمد رضا خان نے

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں
نہیں

حضرات بیان کو مختصر کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ العاقل تکفیہ الاشارۃ واعظ ج ۲ ص ۱۴۶۔ کتب تصوف اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی کرامات اور خوارق عادات کے واقعات سے لبریز ہیں میں اب اپنی تقریر کو حضرت امام الاولیاء۔ غوث الاعظم محبوب صمدانی حضرت ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے چند کرامات بیان کر کے ختم کرنا چاہتا ہوں۔

حضور غوث پاک نور اللہ مرقدہ جب وعظ شریف فرماتے تو قریب قریب مجمع میں ستر ۷۰ اسی ۸۰ ہزار تک اشخاص جمع ہوا کرتے تھے اور ان سب سامعین تک حضور غوث پاک قدس سرہ کی آواز باآسانی پہنچ جایا کرتی تھی۔ یہ حضور پاک غوث الاعظم قدس سرہ کی ایک بہت بڑی جلی کرامت ہے۔

ایک دفعہ ایک ابدال بغداد شریف کے قریب سے ہوا میں گزر رہا تھا دل میں خیال آیا، یہ کہ بغداد شریف میں کوئی ولی نہیں ہے۔ حضور غوث پاک بنور باطن اس سے مطلع ہوئے اور اس کے حال کو سلب فرمایا اور وہ ابدال حضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز کے دروازہ فیض اندازہ پر جاری ہے۔

استفتاء مع الجواب

مفتی خلیل الرحمٰن قادری

نقشبندی صاحب گلوڈئی

یہ استفتاء شمارہ نمبر ۸۴ تا ۸۵ کے استفتاء کا بقایہ حصہ ہے جو کہ چند وجوہات کی بناء پر شائع نہ ہو سکا لہذا معذرت کے ساتھ شمارہ ھذا میں شائع کیا جا رہا ہے۔

وقت کب ہو گا اس کا جواب نہیں دیا (یہ مشت نمونہ خروارے)

برائے کرم لِلہ اس سلسلے میں قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ایسے بیانات کرنا جائز ہیں اگر جائز نہیں تو پھر ایسے بیان کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے)

نوٹ۔ مولانا ابوالحسن مدظلہ کا استفتاء ختم ہوا جس کو میں نے مکمل متن کے ساتھ درج کیا ہاں مسلمان بھائیوں پڑھا اور دیکھا آپ نے۔ تبلیغی جماعت کے ارادوں کو کچھ سمجھے خدا کے لئے ذرا اپنی عقل پر زور دے کر غور فرمائیں کہ اس جماعت میں دین کہاں تک ہے اور دین اسلام سے ان کو کتنی محبت ہے اور توہین علم و علماء سے تحریف قرآن کریم ان کا کتنا محبوب مشغلہ ہے۔

ان کی تزویر کو ذرا دقیق نگاہ سے غور فرما کر دیکھیں کیا اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کے لئے زہر قاتل پر روح افزا کا لیبل چسپاں نہیں کیا گیا قرآن و حدیث کی روشنی میں آخری زمانے کے فتنوں میں اس سے بڑا کوئی اور فتنہ یقیناً نہیں ہے اور نہ ہو گا۔

(العیاذ باللہ من ھذا الفتن))

گزشتہ اوراق میں ہشام بن عروۃ سے مروی مسلم شریف کی حدیث شریف اور اس کے مطالب و معانی پر دقیق غور فرماویں اور پھر تبلیغی پارٹی کا جائزہ لیں کہ کہیں وہ حدیث شریف اس پارٹی پر تو صادق نہیں آتی میرا یقین ہے کہ آپ سچے مومن کی حیثیت سے ضرور اقرار کریں گے کہ امت کے نبض شناس محبوب کبریا سید الانبیا باعث ایجاد عالم نور مجسم فخر موجودات رحمت کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم کی مذکورہ حدیث شریف سو فیصد تبلیغی پارٹی پر صادق آتی ہے۔

اب ایک دوسرا فتویٰ ملاحظہ فرماویں جو حضرت ابو الحسن زید فاروقی مجددی مدظلہ فاضل جامعہ ازہر مصر سجادہ نشین خانقاہ مظہریہ دہلی کا ہے اور جسے انجمن حزب الرسول و دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف نے شائع کیا ہے مکمل سوال و جواب) ☆

سوالات از مولانا حاجی عبد الکبیر صاحب دہلی

سوال نمبر ۱۔ محفل مبارک میلاد شریف ذکر ولادت شریف کے وقت قیام و سلام اور جلوس میلاد شریف کے بارے میں آنجناب کیا فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ عرس بزرگان دین منعقد کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے

سوال نمبر ۳۔ اذان کے بعد صلوٰۃ سلام پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

سوال نمبر ۴۔ تبلیغی جماعت جو مولوی الیاس کی تشکیل کردہ ہے اور دیگر وہابی جماعتوں کے بارے میں آنجناب کیا فرماتے ہیں ان میں شمول بہتر ہے یا ان سے دور رہنا بہتر ہے جناب کی شفقت سے بعید نہیں کہ ان مسائل میں ہماری رہنمائی

فرمادیں۔

(الجواب واللہ الموفق للصواب)

جواب نمبر۱۔ بارہ ماہ مبارک ربیع الاول الانور کو محفل میلاد شریف منعقد کرنی اور قیام کرنا سلام پڑھنا نہایت عمدہ اور مستحب فعل ہے اور جلوس میلاد شریف عمدہ کام ہے

جواب نمبر۲۔ بزرگان دین کا عرس کرنا اللہ کے نیک بندوں کا معمول ہے۔

جواب نمبر۳۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا مستحب ہے۔

جواب نمبر۴۔ نماز روزہ کی طرف عاجز مسلمانوں کو دعوت دین علماء کا کام ہے اور اللہ کے فضل سے علماء یہ کام کر رہے ہیں وہ۔ جماعت جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے اس میں اکثریت وہابی عقائد کے لوگوں کی ہے ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اپنے علماء کرام اور بزرگان دین کے طریقہ پر قائم رہو۔ وفقنا اللہ لمرضاتہ۔ سہ شنبہ ۱۰ رجب ۱۴۰۴ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۸۴۔ زید ابوالحسن فاروقی درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶ انڈیا ملاحظہ فرمایا اپ نے کہ مشائخ عظام امت سید خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغی جماعت کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

اب ایک تیسرا فتویٰ۔ حکیم الامت محدث ہزاروی مدظلہ کا ملاحظہ فرمادیں۔

سوال۔ تبلیغی جماعت کے متعلق وضاحت فرما کر مشکور فرمادیں بحوالہ (تبلیغی جماعت پر ایک نظر) میاں ظاہر شاہ

جواب۔ چونکہ اس جماعت کے اکثر لوگ ان پڑھ جاہل ہیں اور ان پر معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صحیح ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ **(یرفع العلم ویکثر**

الجهل حتیٰ اذا لم یبق عالما اتخذ الناس روسا" جهالا" فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا الحدیث متفق علیہ)

ترجمہ۔ علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا اور جہل کی کثرت ہو گی یہاں تک جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا اور سردار بنائیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوق خدا کو بھی گمراہ کریں گے۔

اب ایک اور سوال اور جواب

سوال۔ کیا تبلیغ کرنا ہر کسی کو درست ہے۔

الجواب۔ نہیں جس کے پاس علم دین اور ایمان ہو وہ کر سکتا ہے بغیر علم دین کی تبلیغ کرنا اور فتویٰ دینا گمراہ بننا اور گمراہ کرنا ہے۔

انوار قادریہ ص ۲۴ (بحوالہ تبلیغی جماعت پر ایک نظر ص ۱۵ تصنیف علامہ میاں ظاہر شاہ صاحب مدین سوات مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب دیوبندی کے تاثرات) غور کا مقام ہے کوئی شخص بغیر سند کے کمپاؤنڈر تک نہیں ہو سکتا مگر تبلیغی جماعت والوں نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے کسی سند کی ضرورت نہیں ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے۔

نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان۔ اصول دعوت و تبلیغ ص ۵۴) بحوالہ تبلیغی جماعت پر ایک نظر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اس زمانہ میں ہر آدمی دین بیان کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے حالانکہ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں ہوتا ہے گزشتہ اوراق میں مذکور ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ سے اس لئے ایک واعظ کو نکلوایا تھا کہ وہ

قرآن کریم میں ناسخ اور منسوخ آیتوں میں تمیز کرنے سے قاصر تھا آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے ارکان نماز کے بعد کھڑے ہو کر اپنی باتیں سنانے کے لئے لوگوں کو مجبور کرتے ہیں حالانکہ علمی لحاظ سے ان کی حیثیت ہے کہ اگر کوئی ان کی تبلیغی کتاب میں الحمد کی جگہ الحمد لکھ دے تو یہ حضرات الحمد ہی پڑھیں گے یہ تو ان کے ارکان کا حال ہے اور ان کے امیر صاحب کا حال بھی اس مولوی سے کم نہ ہو گا جس سے میرا واسطہ پورنیہ ضلع، بہار، انڈیا میں پڑا تھا ہوا یہ کہ ۱۹۶۲ء میں جب میں ضلع پورنیہ میں مقیم تھا اس دیار میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے لوگ زیادہ منعقد کیا کرتے ہیں شاہ نگر موضع میں جلسہ تھا مجھے دعوت ملی میں نے قبول کی بندہ کے علاوہ دس بارہ مولوی مولانا مدعو تھے انہیں ایک مولوی صاحب بنام مولوی عبدالحکیم ازہر صاحب تھے مشہور یہی تھا کہ مولوی مذکور جامع ازہر (مصر) سے فارغ التحصیل ہیں خیر جب میں پہنچا تو مولوی صاحب اسٹیج پر براجمان تھے اور تقریر میں مصروف جب میری گاڑی پنڈال کے قریب رکی تو لوگ میری طرف توجہ ہوئے اور مجمع بھی قریباً دو تین ہزار سے کم نہ تھا پنڈال میں انتشار پیدا ہو گیا مولوی صاحب نے کچھ دیر خاموش رہ کر لاؤڈ سپیکر میں ہانک ماردی حقہ لاؤ بھائی۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ بولے (ارے بھائی حقہ لاؤ) اب میں گاڑی پر ہی تھا اس لئے کہ لوگ آ۔ آ کر مجھے مصافحہ کرتے تھے تیسری بار مولوی جی بولے ارے لاؤ بھائی وہ جنت لے جانے والی چیز۔ میں تو فوراً سمجھ گیا اس کی شرارت کو اس لئے کہ بمصداق۔ دل را بدل راہ ہیست دریں گنبد سپہر) ایک دل سے دوسرے دل کی طرف راستہ ہے) اور شرارت اس

لئے مولوی صاحب کر رہا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ تکیہ شریف کا مولانا صاحب حقہ کو حرام یا مکروہ کہتا ہے۔ مختصر یہ کہ وقت نماز عصر کا تھا میں نے نماز پڑھائی اور بعد ازاں داعی صاحب بسواس جی کو بلایا مولوی صاحب کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہیں تو انہوں نے کہا کہ حضور مولوی عبدالحکیم صاحب بیٹھک میں ہیں میں سیدھا ان کے پاس پہنچا اور دیکھا کیا کہ مولوی صاحب گاؤ تکیہ سے تکیہ لگائے ہوئے حقہ کا نل ہاتھ میں پکڑے ہوئے کش لگا رہے ہیں مجھے دیکھ کر ایسا اچھلا گویا جنات نے اس کو چھو لیا ہے اپنے آپ پر قابو پا کر نہایت تواضع سے کہنے لگا آیئے حضور تشریف رکھیں میں بھی بالمقابل چارپائی پر بیٹھا اور ان سے خبر خیریت پوچھی حقہ کا نل تو خدا جانے کدھر گیا پتہ نہیں لیکن مولوی جی پر پتلا سا پسینہ آ گیا چونکہ عصر کے بعد شام تک میری تقریر تھی اور پھر واپس ۶۔۵ میل جانا بھی تھا میں نے وقت ضائع کئے بغیر مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا مولوی صاحب آپ حقہ کا استعمال کرتے ہیں اور میں نے خود آپ کو دیکھا تو یہ بتائیں کہ حقہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

مولوی صاحب نے کہا کہ جی حضور میں تو اس کو حلال سمجھتا ہوں اور اس میں کوئی خرابی نہیں دیکھتا۔ میں نے کہا کہ کوئی دلیل۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں حضور دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاایہاالنبی ما تحرم ما احل اللہ لک ئیہ لاء الاسید۔ سورہ التحریم آیت نمبر ۱۲۸ القرآن مولوی صاحب سے یہ آیت سن کر کچھ دیر کے لئے میں سکتہ میں آ گیا کیونکہ یہ بات ایک عالم کے منہ سے تھی میں العیاذ باللہ کہتا رہا میں نے سوچا اگر بات مخدوش چھوڑ دوں تو لوگوں کو کیا پتہ ہو گا کہ

کیا ہو اور کیا نہیں میں نے قدرے وضاحت کرتے ہوئے مولوی سے کہا کہ العیاذ بالله من قول الشنیع)

آپ نے تو کمال کر دیا مولوی صاحب کیا جامع ازہر میں قرآن کریم کا ترجمہ اسی طرح کیا جاتا ہے گویا آپ کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ حقہ حلال تھا ابتداء اسلام میں اور حضورؐ بھی حقہ استعمال کیا کرتے تھے پھر کسی وجہ سے حضورؐ نے حقہ کو حرام قرار دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے میرے نبی کیوں حرام کرتے ہو وہ چیز (حقہ) جو میں نے آپ کے لئے حلال کی ہے۔

مولوی صاحب میری باتیں سن کر یک بیک دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر کہنے لگے حضور معاف فرمادیں میں تو بہت فاسق فاجر آدمی ہوں میں آپ کو سمجھ نہ سکا اور حقیقت ہے کہ اگر حقہ حرام نہ بھی ہو تو ایک فضول اور لغو چیز ضرور ہے اور پھر بے چارہ خود ہی کہنے لگا کہ اللہ فرماتے ہے (والذین هم عن اللغو معرضون)

(پارہ ۱۸) میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ عالم ہو کر اور انجانے ہیں کہ میں جامع ازہر سے فارغ ہو ہوں کیا ایسی بات آپ سے زیب دیتی ہے کہا حضور میں نے معافی مانگ لی مزید شرمندہ نہ کریں۔

میری عمر قریب بیس پچیس کے درمیان تھی اور مولوی صاحب قریب چالیس سال کے ہوں گے کچھ سفید ریشوں نے میری منت سماجت کی اور میں اس کو چھوڑ کر اسٹیج پر چلا گیا۔

یہ تھا وہ واقعہ جو مجھے ہندوستانی مولوی صاحب سے پیش آیا تھا یہی حال ان تبلیغی

امیروں اور ملاؤں کا ہے (عیاں راچہ بیان) آپ نے مولانا ابوالحسن استاد الحدیث جامعہ اشرفیہ کے استفتاء میں پڑھ لیا ہے کہ اس تبلیغی مولوی نے۔ " ربنا وابعث فیہم رسولا الخ کا کیا ترجمہ کیا العیاذ باللہ من الفرقتہ التبلیغیتہ"

اب میں تبلیغی جماعت کی (کتاب) سے کچھ درج کرتا ہوں ملاحظہ ہو کتاب کی ابتداء میں زیر عنوان انتساب تحریر ہے ان نیک دل مسلمانوں کے نام جو اپنی سادہ لوحی سے ایمان کے ان رہزنوں کو دین کا خادم سمجھتے ہیں جو بستر اٹھا کر (تبلیغی گشت کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کی جگہ تبلیغی نصاب) کی تلاوت کراتے ہیں خدا کرے یہ کتاب انہی حقیقت کا عرفان بخشے اور وہ اپنی خوش فہمیوں کی مصنوعی جنت سے لوٹ آئیں " ص ۳ تبلیغی جماعت تالیف، علامہ ارشد القادری اور اس کتاب میں آگے لکھا ہے۔ تبلیغی جماعت کے حقیقی خدو خال

(۱) تبلیغ کے نام پر ایک مقدس فریب (۲) ایک ایمان دشمن تحریک (۳) مذہبی تاجروں کا ایک پر فریب کاروبار (۴) کعبے کے غلاف میں لپٹا ہوا ایک پر اسرار صنم کدہ (۵) معصوم اعتقادوں کی ایک دلچسپ قربان گاہ (۶) کلمہ کے نام پر اسلامی روایات کی نفی (۷) تبلیغی اجتماعات میں اسلامی مبلغین کی توہین " ص ۱۴۔ تبلیغی جماعت "

اسی کتاب تبلیغی جماعت میں لکھا ہے کہ جمشید پور سے ایک خط خواجہ حسن نظامی مد ظلہ اور جنرل سیکرٹری جماعت نظامیہ درگاہ نظام الدین اولیاء دہلی کے پاس آیا جس میں لکھا تھا آپ چونکہ تبلیغی جماعت کے مرکز سے بہت قریب رہتے ہیں اس لئے اس

جماعت کے مذہبی عقیدوں سے یقیناً باخبر ہوں گے ازراہ کرم صحیح حالات سے باخبر فرما کر شکر گزار بنائیں۔

جواب۔ اس خاندان کا شاگرد ہوں مگر ان کے عقائد کے خلاف ہوں۔ مخلص حسن نظامی دہلی

جواب۔ آپ نے جس جماعت کے متعلق استفسار فرمایا ہے وہ ہمارے صوفیہ عقائد کے منکر ہیں مزارات اولیاء اللہ کے انہدام کو ثواب اور نذر و نیاز فاتحہ و میلاد شریف عرس وغیرہ کو حرام سمجھتی ہے اس جماعت سے علیحدہ رہنا نہایت ضروری ہے ورنہ عقائد خراب کرنا اور لوگوں کو تبلیغ اسلام کے نام پر بد مذہب اور گمراہ کرنا ان کا اول اصول و فرض ہے۔

(سید ظہور حسن نظامی عزیزی درگاہ نظام الدین اولیا دہلی انڈیا)

خلاصہ۔ آیات قرآنی و مضامین تفاسیر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دیگر مستند کتابوں کے حوالہ جات اور علماء کرام مشائخ عظام کے جوابات فتاویٰ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ دین سکھانا اور احکام دین بیان کرنا علماء کرام کا کام ہے کیونکہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منصب اپنی امت کے علماء کرام کے سپرد کیا ہے اور فرمایا کہ (العلماء ورثۃ الانبیاء۔ الحدیث) لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ تبلیغی جماعت میں داخل ہونے سے پہلے علماء اہل سنت والجماعت سے رجوع کرے۔ چونکہ پہلے مذکور ہو چکا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "کہ تم اگر نہیں جانتے تو علماء سے دریافت کرو"۔ آج کل گروہ علماء میں بھی علماء حق اور علماء سوء کی تمیز کرنا

دشوار ہو گیا ہے کیونکہ اکثریت نام نہاد مولویوں کی ہے اور پھر تبلیغی جماعت والوں نے تو حد کردی۔ العیاذ باللہ۔ ایک سہ روزہ میں نیم ملا اور چلہ کے بعد مکمل ملا اور چار مہینے لگانے والا تو آنے کے ساتھ عہدہ امارت پر فائز ہو جاتا ہے اور پھر جہلاء کی ایک جماعت لے کر گلی کوچوں میں گھوم گھوم کر لوگوں کو مسلمان کرتی ہے اور دین سکھاتی ہے ہمارے سادہ لوح بعض مسلمان بھائی جو سہ روزوں میں جاتے ہیں کو جانے سے پہلے کاش کسی عالم سے دریافت کرتے یا کم از کم خود اتنا تو سوچتے کہ آخر میں ان کے ساتھ کون سا دین سیکھنے جارہا ہوں اور یہ تبلیغی مجھے کون سا دین سکھائیں گے۔

قارئین حضرات! آپ کے ذہن اور سمجھ میں اگر یہ بات نہ آئی ہو تو میں قدرے وضاحت کئے دیتا ہوں کہ تبلیغ والوں کا دین الگ ہے اور ہم اہل سنت والجماعت کا دین الگ ہے اور وہ اس طرح کہ ہمارا دین۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم بذریعہ اپنے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ہمارے پاس بھیجا ہے اور اسی قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ (اطیعو اللہ و اطیعو الرسول) ہماری اطاعت کرو اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اطاعت کرو) لہذا قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا بھی فرض ہے ہمارے اس دین اسلام کے پانچ بنیادی اصول ہیں کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکواۃ۔ جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ ہمارے عام دینی بھائیوں کا سالانہ اجتماع (مرکز) مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے جس سے ہر مسلمان اچھی طرح واقف ہے ہمارے دین کا ضابطہ قانون قرآن کریم ہے، ہمارا پیشوا اور

قائد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام قواعد و ضوابط کو چاروں ائمہ دین نے ضبط اور مدون فرمایا جو مذاہب اربعہ کے نام سے مشہور ہیں اور ان چاروں مذاہب کے پیرو کار ہی اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں ہمارے دین کو دنیا میں آتے ہوتے کچھ اوپر چودہ سو سال ہو چکے ہیں لیکن الحمد اللہ (لیکن کما کان) جو دین اسلام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل دنیا کے سامنے پیش فرمایا تھا وہ آج بھی انہی تابانیوں کے ساتھ دنیا میں موجود ہے ما الحمد اللہ علی ذلک اور کیوں نہ ہو گا جبکہ دین اسلام کو بھیجنے والے وحدہ لا شریک حی و قیوم۔ معبود برحق نے اس دین اسلام کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور ارشاد فرمایا (انا لنحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) ہم نے قرآن کریم کو نازل فرمایا اور تحقیق ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اب اس ارشاد باری تعالیٰ سے صاف معلوم ہوا کہ اگر تبلیغ والے اس دین اور اس کے ماننے والوں کی بربادی کے درپے ہیں تو یہ سیلاب کے آگے ریت کی بند باندھنے کے مترادف ہو گا کیونکہ (اذا جاء الحق زھق الباطل)

اب تبلیغ والوں کی دین کی اصلیت بھی سن لیجئے۔ تبلیغی دین کا کچھ صحیح اور مستند پتہ نہیں کہ یہ کس نے بھیجا ہے ویسے علامہ ارشد القادری مدظلہ نے کتاب (تبلیغی جماعت) میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ دین ابتداء میں سعودی حکمرانوں نے بھیجا تھا اور اس کی آبیاری انگریز کر رہے ہیں۔ بہر حال اس دین کے پیشوا مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی ہیں) اور یہ دین نہایت رازداری کے ساتھ چلایا جا رہا ہے) تا کہ کسی کو کانوں کان

خبر نہ ہوسکے اور مشن بھی کامیاب ہوجائے اس دین کے چھ بنیادی اصول ہیں جس پر ہر تبلیغی کو ایمان لانا ضروری ہے یعنی دین اسلام کے بنیادی اصولوں سے اس کا ایک اصل زیادہ ہے) اس کا سالانہ اجتماع رائیونڈ (مرکز) میں ہوتا ہے جہاں ہر تبلیغی کو جانا فرض ہے ورنہ پھر اس کی بخشش اللہ کے یہاں ہر گز نہ ہوگی۔ الحمد اللہ ہم اہل سنت والجماعت اگر اپنے مرکز مکہ مکرمہ میں بوجہ افلاس وغیرہ نہ بھی جاسکیں تو ہماری شفاعت ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم انشاءاللہ ضرور فرماویں گے کیونکہ ان کا ارشاد ہے (شفاعتی لا ہل الکبائر من امتی) الحدیث۔ تبلیغی دین کو دنیا میں آئے ہوئے قریب قریب ایک سو سال ہوا ہوگا یا اس سے کچھ کم۔ تبلیغ والوں کا ضابطہ عمل خود ساختہ تبلیغی نصاب ہے ان کے ائمہ دین ان کے امیر حضرات ہیں ان کے دین میں بستر اٹھا کر رائیونڈ کے راستے سے ہوتے ہوئے تبلیغ کے لئے جانا فرض عین ہے جبکہ ہمارے دین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ یہ ہیں ہمارے دین اور تبلیغی دین کے اندر مابہ الامتیاز اہم امور۔ یہ ہے تبلیغی دین کی مختصر تعارف۔ اگر آپ تشنہ لب ہیں شوق دامنگیر ہے اور اتنی وضاحتوں کے بعد بھی تبلیغ دین کی مفصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں تو میں آپ سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ضرور بالضرور تبلیغی تحریک سے آگاہ ہونے کے لئے کتاب (تبلیغی جماعت) تصنیف علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی منگوا کر اس کا مطالعہ فرماویں۔ انشاءاللہ آپ مطمئن ہوجائیں گے اور ساتھ ہی کتاب (ہمسفر ے) کا بھی مطالعہ فرماویں جو سال ظاہر شاہ آف مدین حیوات

سے مل سکتی ہے

اب استفتاء میں مستفسرہ مولوی مذکورہ کی بات کہ جو بسترہ اٹھا کر تبلیغ میں نہ جائے گا اس کی بخشش اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ ہوگی تو غور کی بات یہ ہے کہ یہ کہ حکم دین میں کب سے لاگو ہوا ہے کیا تبلیغی دین کے وجود سے پہلے والے مسلمانوں کو بھی شامل ہے اگر اس حکم کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے تو پھر تو غضب ہو گیا کیونکہ ان پر بسترے اٹھا کر تبلیغ میں جانا فرض عین نہ تھا اگر تبلیغ والے کہیں کہ ان پر بھی لاگو ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ اس وقت رائیونڈ کہاں تھا اور ان کی تبلیغ رائیونڈ کے راستہ پر فرض ہے کیونکہ ان کے علاوہ دوسرے مشائخ اور علماء کی تبلیغ تو ان کی نظر میں تبلیغ ہی نہیں ہے جیسے کہ آپ نے ابوالحسن استاذ الحدیث کے فتوے میں پڑھ لیا ہوگا اور اگر تبلیغی کہیں کہ یہ حکم جب سے تبلیغی دین وجود میں آیا ہے اس وقت سے لاگو ہے تو پھر مہربانی فرما کر اس حکم کے متعلق تبلیغ والے یہ وضاحت ضرور کریں کہ یہ حکم کس کا ہے اور کس نے دیا ہے اگر یہ ثبوت بھی ان کے پاس نہیں ہے اور یہ محض ان کی اپنی بھوک ہے تو پھر میں بڑی عاجزی کے ساتھ ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کریں یوم الحساب سے ڈریں اپنی جان پر رحم کریں مخلوق خدا سادہ لوح مسلمان کو گمراہ کرنے سے باز آجائیں اور شربت روافزا کے نام پر لوگوں کو زہریلا ہل نہ پلائیں آپ دین کے ٹھیکیدار نہیں ہیں دین اسلام کے محافظ علماء کرام ہیں اور ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (یہدی من یشاء الی صراط مستقیم)۔ بہرحال مولوی مذکور کی بات کہ جو کوئی بسترہ اٹھا کر تبلیغ میں نہ جائے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی

باقی صفحہ ۲۸ پر